عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

انٹرنیشنل

جلد ۶ ۔ شمارہ ۳۲

عدالت کا انوکھا سفر

اسلامی حکومت میں علماء اور حکام کی حیثیت

مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ایمان افروز تقریر

بہشتی مقبرہ قادیاں فریب کا دھندا

خندق کا پتھر

طبی دنیا میں ایک جانا پہچانا نام
دواخانہ ختم نبوت
سابقہ :- چشتیہ دواخانہ، قائم شدہ سنہ ۱۹۳۵ء
ھوالشافی
افتخار الاطباء
قاری الحاج حکیم محمد یونس (ایم اے)
چشتی، نقشبندی، مجددی
رجسٹرڈ کلاس اے :- فون ۵۵۱۹۷۵
اوقات مطب
موسم گرما :- ۷ تا ۲ جمعۃ المبارک
موسم سرما :- ۸ تا ۱
• غرباء کے لئے علاج مفت ۔ • طلباء وطالبات کو خاص رعایت ۔ • ایلوپیتھی ڈاکٹرز انگریزی علاج سے مایوس حضرات ایک بار ضرور مشورہ کے لئے تشریف لائیں ۔ پہلے وقت طے کرلیں ۔ • عام طور پر لاعلاج امراض مخصوصہ کے لئے مشہور کر دیئے گئے ہیں ۔ الحمد للہ
دواخانہ ختم نبوۃ ۱-۵۶ سرکلر روڈ نزد بنی چوک راولپنڈی

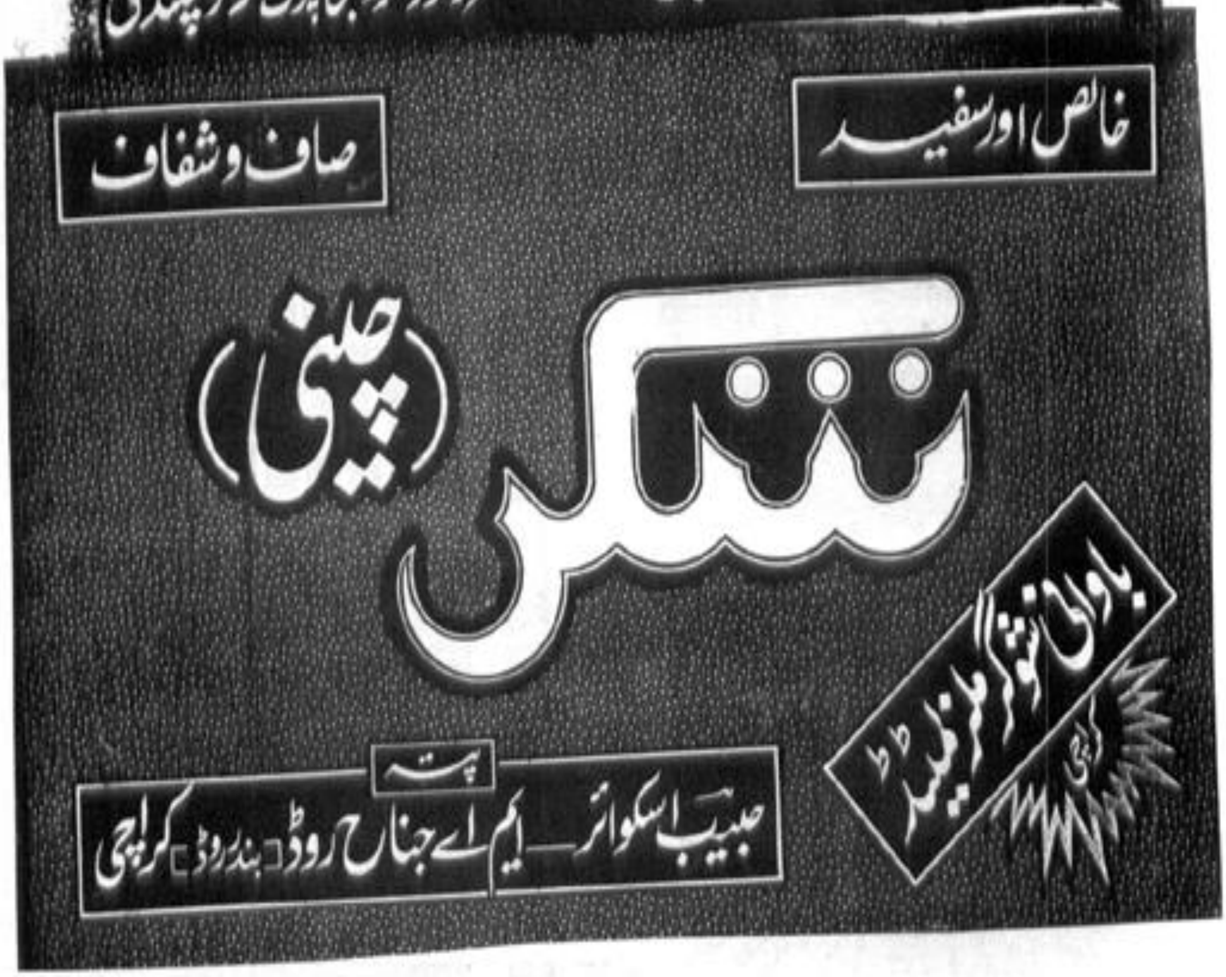
خالص اور سفید
صاف وشفاف
شکر
(چینی)
باوانی شوگر ملز لمیٹڈ
کراچی
پتہ
حبیب اسکوائر — ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ) کراچی

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۶ | ۲ تا ۸ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸ جنوری ۱۹۸۸ء | شمارہ نمبر ۳۲

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

انچارج شعبہ کتابت

حافظ محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

فون: ۷۱۱۹۷۱

LONDON OFFICE

35 STOCK WELL GREEN

LONDON SW9 9 HZ U.K.

Ph: 01-737-8199

سالانہ چندہ

سالانہ -/۱۰۰ روپے — ششماہی -/۵۵ روپے

سہ ماہی -/۳۰ روپے — فی پرچہ -/۲ روپے

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

امریکہ، جنوبی امریکہ — ۴۲۵ روپے

افریقہ — ۳۷۵ روپے

یورپ — ۳۷۵ ״

ایشیا — ۳۷۵ ״

اندرون ملک نمائندے

- اسلام آباد — عبدالرؤف جتوئی
- گوجرانوالہ — حافظ محمد ثاقب
- سیالکوٹ — ایم عبدالرحیم شکر گڑھ
- مری — قاری محمد اسد اللہ عباسی
- بہاولپور — محمد اسماعیل شجاع آبادی
- بھکر / کلورکوٹ — حافظ غلام مصطفےٰ قاسمی
- جھنگ — غلام حسین
- ٹنڈو آدم — محمد راشد مدنی
- پشاور — مولانا نورالحق نور
- لاہور — طاہر رزاق مولانا کریم بخش
- مانسہرہ — سید منظور احمد شاہ آسی
- فیصل آباد — مولوی فقیر محمد
- لیہ — حافظ خلیل احمد کروڑ
- ڈیرہ اسماعیل خان — محمد شعیب گنگوہی
- کوٹ غلام چناں — فیاض حسن سجاد، نذیر احمد قرشی
- شیخوپورہ / شاہکوٹ — محمد متین خالد
- ملتان — علاء الرحمان
- سرگودھا — حافظ محمد اکرم طوفانی
- حیدرآباد (سندھ) — نذیر احمد بلوچ
- گجرات — چوہدری محمد خلیل

سرپرستان

- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ — مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب — پاکستان
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف صاحب — برما
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب — بنگلہ دیش
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب — متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب — جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب — برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب — کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب — فرانس

بیرون ملک نمائندے

- قطر — قاری محمد اسماعیل رشیدی • اسپین — راجہ حبیب الرحمٰن • کینیڈا —
- امریکہ — چوہدری محمد شریف نکودری • ڈنمارک — محمد ادریس • ٹورنٹو — حافظ سعید احمد
- دوبئی — قاری محمد اسماعیل • ناروے — میاں اشرف جاوید • ایڈمنٹن — عامر رشید
- ابوظہبی — قاری وصیف الرحمٰن • افریقہ — محمد زبیر افریقی • مونٹریال — آفتاب احمد
- لائبیریا — ہدایت اللہ شاہ • ماریشس — محمد اخلاص احمد • برما — محمود یوسف
- بارباڈوس — اسماعیل قاضی • ٹرینیڈاڈ — اسماعیل ناخدا •
- سوئٹزرلینڈ — اے. کیو. انصاری • ری یونین فرانس — عبدالرشید بزرگ •
- برطانیہ — محمد اقبال • بنگلہ دیش — محی الدین خان •

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: انفار پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۲۰/اے حاذرہ بلڈنگ ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

غصہ کا پینا

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور نیز اس جنت کی طرف چلنے میں جلدی کرو جس کی چوڑائی اور عرض ایسا ہے جیسے آسمان کا اور زمین کا پھیلاؤ وہ جنت پرہیزگاروں کے لئے تیار کی جا چکی ہے۔ وہ لوگ ایسے ہیں جو خوش حالی اور تنگ دستی دونوں حالتوں میں خیرات کرتے رہتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کو بہت پسند کرتا ہے۔

مسلمانوں کے خون اور مال کی حرمت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حجۃ الوداع کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے آپ نے اللہ کی تعریف کی اور اس کی ثنا بیان کی۔ پھر مسیح دجال کا ذکر کیا اور اس کو طول دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے جس نبی کو بھیجا اس نے اپنی امت کو ڈرایا نوح نے اور ان کے بعد آنے والے نبیوں نے ڈرایا۔ آپ نے فرمایا دجال نکلے گا۔ اگر اس کی کوئی حالت مخفی ہے تو یہ بات تو تم پر ظاہر ہی ہو جائے گی کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے اور وہ سیدھی آنکھ کا کانا ہے گویا اس کی آنکھ تیرتا ہوا انگور ہے۔ اور سن لو کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال، تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح تم پر حرام کئے ہیں۔ سن لو کیا میں نے پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا ہاں، فرمایا اے اللہ گواہ رہ، تین مرتبہ فرمایا۔ اور فرمایا تمہاری خرابی ہو، یا، فرمایا کہ تم پر رحم کرے۔ دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں ایک دوسرے کی گردن مارے (بخاری)

شکر خداوندی کیسے ادا ہو!

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے نفوس میں یہ بات مشاہدہ کرتے تھے کہ انہوں نے اللہ کا شکر ذرہ برابر بھی ادا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جس قدر شکر ہم کرتے ہیں یہ بھی اس کی نعمت سے ہوتا ہے جو پس اس طریقے سے اللہ کا انعام کبھی بھی ختم نہیں ہوتا اور نہ کسی سے اس کے مقابلہ میں شکر کرنا ممکن ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک گونگے بہرے مصیبت زدہ کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا اس شخص پر کوئی انعام باقی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے میں اتر جانا اور آسانی سے خارج ہونا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم ہو گئی ہے۔

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر چھوٹی مصیبت کا مقابلہ بڑی سے کریں تو بعض مصیبت کو بھی عافیت سمجھیں۔ زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تورات میں لکھا ہے، عافیت مخفی بادشاہت ہے۔ عون بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے کرم کے مطابق انعام دیا ہے اور ان سے شکر ان کی حالت کے مطابق چاہتا ہے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے اللہ کا شکر سوائے دیگر اعضاء کے زبان سے ادا کیا اس کا شکر کم ہے۔ کیونکہ آنکھ کا شکریہ ہے کہ اگر اس سے اچھی چیز دیکھے تو اسے یاد رکھے ورنہ پردہ پوشی کرے اور کان کا شکر یہ ہے کہ اگر اس سے نیک آواز سنے تو اسے یاد رکھے ورنہ بھول جائے۔ علیٰ ھذا القیاس

وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط ختم کیوں کی گئی؟

لیجئے! آئین پاکستان میں وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط اڑ گئی۔ کس نے "اڑائی" کیسے "اڑائی" اس کا جواب تو لیگ کی حکومت کے ذمہ ہے۔ ہمیں تو اس وقت خبر ہوئی جب وفاقی وزیر عدل و انصاف اور پارلیمانی امور جناب وسیم سجاد کا بیان اور جماعت اسلامی کے جناب محمود اعظم فاروقی کا جوابی بیان اخبار میں چھپا۔ پہلے دونوں بیانات کو ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) جناب وسیم سجاد کا بیان:۔

"اسلام آباد ۴ر دسمبر (نمائندہ جسارت) عدل و انصاف اور پارلیمانی امور کے وفاقی وزیر وسیم سجاد نے کہا ہے کہ موجودہ آئین کے تحت وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں، اس لئے آئین میں یہ ترمیم ہونی چاہئے اور یہ ترمیم ہو بھی جائے گی لیکن اس وقت ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی۔ کیونکہ پاکستان میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی غیر مسلم وزیر اعظم بن جائے۔ چنانچہ جب دوسری آئینی ترامیم ایوان میں لائی جائیں گی تو یہ ترمیم بھی کر دی جائے گی۔ اپنے ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ میں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آئین میں یہ ترمیم کیسے رہ گئی، یہ ہمارے آنے سے پہلے کی بات ہے" (روزنامہ جسارت کراچی مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۸۸ء)

(۲) جناب محمود اعظم فاروقی کا بیان:۔

"کراچی ۷ر دسمبر (اسٹاف رپورٹر) جماعت اسلامی کراچی کے امیر جناب محمود اعظم فاروقی صاحب نے کہا ہے کہ وسیم سجاد صاحب وفاقی وزیر انصاف نے ۵ر دسمبر کو شائع ہونے والے اپنے ایک اخباری انٹرویو میں فرمایا ہے کہ موجودہ آئین کے تحت وزیر اعظم پاکستان کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ کہ دستور کی یہ شق موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے کی ہے، اس لئے وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ دستور میں یہ کمی کیسے رہ گئی تھی۔ وفاقی وزیر کا یہ بیان اس لحاظ سے مغالطہ انگیز ہے کہ انہوں نے اپنی حکومت کے ایک دانستہ اقدام کی ذمہ داری نہ صرف یہ کہ قبول کرنے سے گریز کیا ہے بلکہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ دستور کا مذکورہ بالا نقص ان کو سابقہ حکومت سے ورثہ میں ملا ہے، جناب فاروقی نے کہا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے متفقہ دستور کے آرٹیکل ۹۱ کی شق نمبر ۳ میں واضح طور پر یہ پابندی شامل تھی کہ پاکستان کا وزیر اعظم صرف وہی شخص ہو سکے گا جو مسلمان ہو، دستور کے اس آرٹیکل میں صدارتی حکم نمبر ۱۴ مجریہ ۱۹۸۵ء کے ذریعہ ترمیم کر کے وزیر اعظم پر مسلمان ہونے کی پابندی کو ختم کیا گیا اور اس صدارتی حکم کو موجودہ مسلم لیگی حکومت نے سند جواز دے کر دستور کا مستقل حصہ بنانے میں موثر اور فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے، اس لئے وفاقی وزیر انصاف اس بدترین غیر اسلامی دستوری ترمیم سے اعلان برات کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ بیان کے آخر میں جناب فاروقی نے وزیر موصوف سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اخباری انٹرویو میں انہوں نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ دستوری ترمیم صحیح نہیں ہے اور وزیر اعظم پاکستان ہونے کی شرط دستور میں لازماً شامل ہونا چاہئے تو پھر یہ انہی کی ذمہ داری ہے کہ دستور میں مناسب ترمیم کر کے آرٹیکل ۹۱ کی سابقہ شق نمبر ۳ کو بحال کرائیں" (روزنامہ جسارت کراچی ۸ر دسمبر ۱۹۸۸ء)

وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط کسی کے نزدیک کچھ اہمیت رکھتی ہو یا نہیں کم از کم دینی حلقوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ ہر ایک کے ذہن میں یہ سوال ابھر رہا ہے کہ یہ اہم ترین شق جس کو بڑی جدوجہد کے بعد علمائے کرام نے سابقہ حکومت سے ۷۳ء کے دستور میں شامل کرایا وہ کیسے ختم ہو گئی، اس کے علاوہ صدر مملکت اور غالباً دوسرے اہم عہدوں کے لئے بھی مسلمان ہونے کی

باقی ص ۲۹ پر

معاہدہ پورا کرنے کی اہمیت

حضرۃ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ

"اور نہیں گمراہ کرتے اللہ تعالیٰ شانہٗ اس مثال سے (جس کا پہلی آیت میں ذکر ہوا) مگر ایسے فاسق لوگوں کو جو توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے ہیں۔ اس معاہدہ کی پختگی کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو جن کے وابستہ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں۔ یہی لوگ ہیں پورے خسارے والے۔ (سورۂ بقرہ رکوع ۳)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی جگہ صلہ رحمی بالخصوص والدین کے حقوق کی رعایت کا حکم اور ترغیب فرمائی جیسا کہ اوپر گذرا، اسی طرح بہت سی جگہ اپنے کلام پاک میں قطع رحمی بالخصوص والدین کے ساتھ بدسلوکی پر بھی تنبیہ فرمائی۔ پہلے کی طرح ان میں سے بھی چند آیات کا حوالہ لکھتا ہوں۔ دوستو! غور کرو اللہ کے پاک کلام میں جب بار بار اس پر تنبیہ ہے تو اس کو سوچو اور عبرت حاصل کرو۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: واتقوا اللہ الذی تسآءلون بہ والارحام ہ (نساء، ع ۱) ولا تقتلوا اولادکم من املاق ہ (انعام، ع ۱) خشیۃ املاق ہ (بنی اسرائیل ع ۴) والذی قال لوالدیہ الآیۃ (احقاف ع ۲) ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم ہ (محمد ع ۳)

حضرت محمد باقرؒ کہ ان کے والد نے جو خاص طور سے اہتمام سے وصیت فرمائی ہے جو پہلی فصل کی احادیث کے سلسلہ میں نمبر ۲۴ پر گذر چکی ہے، وہ بہت تجربہ کی بات ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت امام زین العابدینؒ نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس نہ بیٹھیو، ان سے بات نہ کیجیو، حتیٰ کہ راستہ چلتے ہوئے اتفاقاً بھی ان کیساتھ نہ چلنا۔ اوّل: فاسق شخص کہ وہ ایک لقمے کے بدلے میں تجھ کو بیچ دے گا، بلکہ ایک لقمے سے کم میں بھی۔ میں نے پوچھا کہ ایک لقمے سے کم میں کس طرح بیچے گا؟ فرمانے لگے محض لقمہ کی امید پر تجھ کو بیچ دے گا اور وہ لقمہ اس کو میسّر بھی نہ ہوگا۔ نمبر ۲: بخیل، کہ وہ تیری سخت احتیاج کے وقت بھی تیرے سے کنارہ کش ہو جائے گا۔ نمبر ۳: جھوٹا شخص کہ وہ سراب (دھوکہ) کی طرح سے تجھے دھوکے میں رکھے گا، جو چیز دور ہوگی اس کو قریب بتائے گا، جو قریب ہوگی اس کو دور ظاہر کرے گا۔ نمبر ۴: بیوقوف کے پاس نہ کہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا تب بھی اپنی حماقت سے نقصان پہنچا دے گا۔ مثل مشہور ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔ نمبر ۵: قطع رحمی کرنے والے کے پاس نہ جائیو کہ میں نے قرآن پاک میں تین جگہ اس پر اللہ کی لعنت پائی ہے۔ (اسد حن)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے معاہدہ کو اس کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کے جوڑنے کا حکم فرمایا ان کو توڑتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے اس جہان میں خرابی ہے۔ (سورۂ رعد ع ۳)

ف: حضرت قتادہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ اس سے بہت احتراز کرو کہ عہد کر کے توڑ دو، اللہ جل شانہٗ نے اس کو بہت ناپسند کیا ہے اور بیس آیتوں سے زائد میں اس پر وعید فرمائی ہے جو نصیحت کے طور پر اور خیر خواہی کے طور پر اور حجت قائم کرنے کے لیے وارد ہوئی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے عہد کے توڑنے پر جتنی وعیدیں فرمائی ہیں اس سے زائد کسی اور چیز پر فرمائی ہوں۔ پس جو شخص اللہ کے واسطے سے عہد کرے اس کو ضرور پورا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں فرمایا کہ جو شخص امانت کو ادا نہ کرے اس کا ایمان ہی نہیں، اور جو عہد کو پورا نہ کرے اس کا دین ہی نہیں۔ حضرت ابوامامہؓ اور حضرت عبادہؓ سے بھی یہی مضمون نقل کیا گیا۔ (الدر منثور)

حضرت میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں کافر مسلمان کی کوئی تفریق نہیں، سب کا حکم برابر ہے۔ اوّل جس سے معاہدہ کیا جائے اس کو پورا کیا جائے چاہے وہ معاہدہ مسلمان سے کیا جائے یا کافر سے۔ اس لیے کہ عہد حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ہے، دوسرے جس سے رشتہ کا تعلق ہو اس سے صلہ رحمی کی جائے چاہے وہ رشتہ دار مسلمان ہو یا کافر، تیسرے جو شخص امانت رکھوائے اس کی امانت واپس کی جائے چاہے امانت رکھوانے والا مسلمان ہو یا کافر ہو۔

قرآن پاک میں بہت سی آیات کے علاوہ ایک جگہ خاص طور سے اس کا حکم ہے واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا ہ (بنی اسرائیل، ع ۴) عہد کو پورا کیا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہوگی۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم فرمایا اس سے رشتہ داریاں قریب کی اور دور کی مراد ہیں (دُر)۔ دوسری جگہ تعلقات کے توڑنے کے متعلق ارشاد فرمائی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرابت کے تعلقات کو توڑنے والا ہو اس سے میل جول پیدا نہ کیجیو کہ میں نے قرآن پاک میں دو جگہ ان پر لعنت پائی ہے۔ ایک اس آیت شریفہ میں، دوسری سورۂ محمد میں (دُر)۔ سورۂ محمد کی آیت شریفہ کا حوالہ قریب گذر چکا ہے جس میں قطع رحمی کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر (ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام سننے سے) بہرہ کر دیا اور (راہ حق) دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دو جگہ لعنت کا لفظ فرمایا اور حضرت زین العابدینؒ نے، جیسا کہ ابھی گذرا، تین جگہ فرمایا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ دو جگہ لعنت ہی کا لفظ ہے سورۂ رعد میں اور سورۂ محمد میں اور تیسری جگہ ان کو گمراہ اور خسارہ والا فرمایا ہے جو لعنت ہی کے قریب ہے جیسا کہ اس سے پہلے نمبر پر سورۂ بقرہ کی آیت میں ابھی گذرا ہے۔

حضرت سلمانؓ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس وقت کہ قول ظاہر ہو جائے اور عمل خزانہ میں چلا جائے یعنی تقریریں تو بہت ہونے لگیں، مضامین بہت کثرت سے لکھے جائیں لیکن عمل نادر ہو جائے، گویا مقفل رکھا ہوا ہے اور زبانی اتفاق تو آپس میں ہو جائے لیکن قلوب مختلف ہوں اور رشتہ دار آپس کے تعلقات توڑنے لگیں تو اس وقت میں اللہ جل شانہٗ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں اور اندھا بہرا کر دیتے ہیں۔"

اسلامی حکومت میں علماء اور حکام کی حیثیت

چونکہ اسلامی حکومت کے قیام کا مقصد اسلامی حدود کا عملی نفاذ ہوتا ہے جس کے لئے قانون ساز اداروں اور قانون نافذ کرنے والوں اداروں کا باہمی تعاون نہایت ہی ضروری ہوتا ہے، اسی موضوع پر وقت کی اہم ضرورت کے پیش سعودی عرب کے سابق فرمانروا سلطان سعودؒ بن عبد العزیزؒ کے اُس راہنما خطاب کا اردو زبان میں ترجمہ عام فائدہ کیلئے شائع کیا جا رہا جو آپنے مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۵۸ء کو ایک دینی درسگاہ کے افتتاح پر ریاض میں فرمایا تھا۔

(قاضی محمد زاہد الحسینی)

حضرت مفتی اکبر علماء کرام، برادران حاضرین جلسہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ مبارک دن جس میں ہم اس درس گاہ کا افتتاح کر رہے ہیں میری زندگی کا سب سے زیادہ پر مسرت دن ہے کیوں کہ اس درسگاہ سے پڑھکر علماء مبلغین اور منتظمین نکلنے والے ہیں۔ بلاشبہ اُس دن کی اہمیت وعظمت میرے نزدیک ان سب دنوں سے زیادہ ہے جو اب تک گذر چکے ہیں۔ پانچ سال پہلے ہم نے فضیلت مآب شیخ محمد بن ابراہیم سے مشورہ کیا تھا اور آج اس بات کو دہراتے ہوئے ہم کسی بات کا انکشاف نہیں کر رہے ہیں۔ کہ ہم نے شیخ ابراہیم سے مل کر یہ شکایت کی تھی کہ ہمارے یہاں علماء کی تعداد بہت کم ہوتی جا رہی ہے اور موجودہ حالات ایسے ہیں کہ اس دینِ مقدس اور شریعت مطہرہ کو ختم کرنے کی ہر طرف سے منظم سازشیں کی جا رہی ہیں چنانچہ ہم دونوں نے مل کر اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم شانہ بشانہ مل کر اپنی کوششیں اس کام میں صرف کریں گے اور علمی ترقیوں کیلئے اپنی پوری طاقت سے کام لیں گے خواہ اس کیلئے ہمیں جو بھی کرنا پڑے۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہماری نیتوں کو اور ہمارے ضمیروں کی خلش کو دیکھ کر وہ اسباب مہیا فرمائے کہ اس علم و دین کی بار آوری ہماری مملکت کے اطراف و اکناف میں ہونے لگی۔ ہم رؤس الاشہاد یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم لوگ صرف بادشاہ نہیں ہے بلکہ دراصل ہم لوگ اس دین کے مبلغ ہیں۔ ہم اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اس دین حق کے پیام کو سربلند رکھنے کی خاطر اپنی جانیں تلواریں اور مال سب کچھ قربان کر دینگے، آپ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھیئے، ہم آپکے آگے آگے ہونگے اور پیچھے سے آپ کی مدد کرینگے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ۔ "فان عرض بلاء بنفسک فاقدہ بمالک دون نفسک فان تجاوزہ البلاء فاقدہ بنفسک دون دینک" ترجمہ "اگر تمہاری جان جان کو خطرہ ہو تو مال کا فدیہ دے کر جان بچا لو اور اگر خطرہ اس حد سے تجاوز کر جائے تو اپنی جان کا فدیہ دے کر دین کو محفوظ کر لو"۔ بھائیو! حالات جیسے کچھ ہیں وہ سب آپکے علم میں ہیں۔ شر و فساد کی آندھی جس طرح چل رہی ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ ملحدوں نے ہر چہار طرف سے آپ کو گھیر رکھا ہے اور وہ اس دینِ حنیف کو منہدم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اس دین کے لئے اپنی جان مال اور اولاد سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اور اس وقت تک لڑتے رہیں تا آں کہ خود اللہ کی راہ میں ہم قتل نہ کر دیئے جائیں،،، بھائیو! نیت صالح اللہ کی عبادت اور چھپے کھلے ہر حال میں اس کے دین سے اخلاص برتنا ہر ایک کام کی بنیاد ہے، رہے ہم لوگ! تو اللہ سے یہ عہد کر چکے ہیں کہ ہمارا دستور قرآن اور رسول مقبول (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔ لہٰذا ہم اللہ سے امیدوار ہیں کہ اور اسی کے دست قدرت میں ہر ایک کی نگاہ ہے کہ آپ کے اندر ہمیں وہ بات دکھائے جو آپ کی دینی حیثیت کے لحاظ سے ہمیں خوش کرے اور دنیا کے بارے میں بھی آپ کو خوش دیکھوں، اور اس دین حنیف کی حفاظت فرمائے۔ اور ہم متحد ہو کر اس امر کیلئے کوشاں ہوں جس میں ہماری دینی اور دنیاوی بھلائی ہو، اور اس امر کی ہدایت ہو، جس میں دنیا و آخرت کی خیر ہو والسلام علیکم

(شکریہ، صدق جدید لکھنؤ، بابت ۵ دسمبر ۱۹۵۸ء)

عہد کا ایفا

محمد عبد المجید نور ساہیوال

وعدہ ایفائی کی اہمیت کے پیش نظر قرآن پاک کی کچھ مزید آیات کریمہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ پیشتر ازیں کچھ آیات در چند احادیث ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء (جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۱۹) والے رسالہ میں چھپ چکی ہیں۔

(۱) پ۵ النساء۔ آیت نمبر ۱۲۲، یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے۔

(۲) پ۶ المائدہ۔ آیت نمبر ۹، جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا نے فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے،

(۳) پ۱۰ التوبہ۔ آیت نمبر ۴: مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی قصور نہیں کیا اور تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد نہیں کی سو ان سے اُن کا عہد ان کی مدت تک پورا کر دو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے۔

(۴) پ۱۱ التوبہ۔ آیت نمبر ۱۱۱:۔ اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟

باقی ص ۳۰ پر

جہاد تھانہ بھون اور شاملی

جناب ثناء الحق ایم۔اے

جن افسروں کے ہاتھ میں فوج کی کمان تھی ان کی علالت کے سبب میدانی فوج شاملی میں ۲ روز رکی رہی اس عرصہ میں کمک آگئی اور آخر میں ہمارے پاس فوج کی تعداد ذیل ہوگئی۔

۲ پہاڑی توپیں، ۱۰۰ رسالے کے سوار پہلی پنجاب کیولری، ۸۰ افغان سوار، ۵۰ گورکھے، ۶۰ سکھ پیدل جو تلواروں سے مسلح تھے۔ ۲۸ تیسری لائٹ کیولری کے رسالے کے سوار۔

یہ سب جمعیت اس وقت افغان سوار فوج کے کپتان اسمتھ کے زیر کمان تھی۔

اطلاع ملی تھی کہ بڑھانے کے قلعے کے جو جانب جنوب تقریباً ۱۰ میل دور ہے سرکاری پولیس کے کچھ اور نوکر چاکر اس جمعیت کے ہاتھوں قتل ہو گئے ہیں اس جمعیت کا سرغنہ ایک مشہور باغی خیراتی خان تھا اس نے شاہ دہلی کی بادشاہت کا اعلان کر کے اپنے نام سے تحصیل قائم کر لی تھی۔ فوج ۱۴ تاریخ کو قلعہ بڑھانے کی جانب روانہ ہوئی اس فوج کا منصوبہ یہ تھا کہ بعد میں جو راہ کے شہر نما سے گھرے ہوئے قریہ کو تباہ کر دیا جائے گا۔ جس نے بڑا انتہا سرکشی اختیار کی تھی لیکن جب ہم کوچ کرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے تو جو راہ کے لوگ ۳۰۰ کی تعداد میں ڈھول پیٹتے ہوئے مقابلہ کے لیے نکل آئے کپتان اسمتھ نے مجھے ہدایت کی ان کے دائیں بازو پر حملہ کروں اور خود انہوں نے بائیں بازو پر حملہ کیا میری جمعیت نے جس میں پہلی پنجاب کیولری کے رسالے کے چالیس سوار تھے باغیوں کو پوری طرح منتشر کر دیا اور انتہا اس پارٹی نے ان کے کم از کم ۵۰ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ گاؤں پر پیدل فوج کا قبضہ ہو چکا تھا۔ باغیوں کو ۲۰۰ سے زیادہ جانوں کا نقصان اٹھانا پڑا

اس معرکے کے بعد فوج بڑھانے کے قلعہ کی طرف روانہ ہوئی۔ لیکن یہ قلعہ پہلے ہی خالی کر دیا گیا تھا ہم نے قلعے کے پھاٹکوں کو اڑا دیا اور اس جگہ کو بڑی حد تک تاراج کر دیا یہاں ہمارے ساتھ لفٹنٹ فریزر کی سرکردگی میں دو توپیں اور لفٹنٹ جانسن کی قیادت میں ۱۰۰ سکھ پیدل آملے۔

فوج میں اس اضافہ سے اسمتھ کو شاملی کی طرف لوٹتے وقت یہ خیال ہو گیا تھا کہ ہم لوگوں کے شاملی پہونچنے پر وہاں کی فوج کو بڑی تقویت ہوگی مگر جب ۱۶ ستمبر یعنی بدھ کو اسمتھ مع اپنی فوج وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ اس کی عدم موجودگی میں مجاہدین تھانہ بھون نے تحصیل پر حملہ کر کے اسے پوری طرح تباہ کر دیا ہے۔

ان واقعات سے متعلق معلومات جو اس دوران میں پیش آئے ہمیں کئی ذریعوں سے حاصل ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین تھانہ بھون کو کچھ ایسے ذرائع میسر تھے جن سے انہیں انگریزوں کے پورے پروگرام کا علم پہلے سے ہو گیا تھا۔

چنانچہ ۱۳ ستمبر کو جب انگریزی فوج بڑھانے کی طرف گئی وہ۔ نار کر کے تھانہ بھون سے شاملی جا پہنچے مالکم و خود اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ!

"ہمارے وہاں سے فورٹ بڑھانے کے لیے روانگی کے دس گھنٹے بعد تھانہ بھون کے باغیوں نے بڑی تعداد میں شاملی پر حملہ کر دیا تھا۔"

انگریزی وقائع نگار ہنری کین اور سرسید کے بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حملہ ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء بروز پیر ہوا تھا۔

حکیم ضیاء الدین رامپوری کے رسالہ "محسن یاراں" کے اس بیان سے کہ حضرت حافظ ضامن علی شاہ کی شہادت ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ کو پیر کے دن ظہر کے وقت ہوئی۔ اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ کی مطابقت ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء سے ہوتی ہے اور دن وہی پیر بتایا گیا ہے۔

لہٰذا یہ سمجھنا غلط نہیں کہ حملہ کی تاریخ بھی ۱۴ ستمبر ہی ہے اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا دن بھی یہی ہے۔

مجاہدین تھانہ بھون کی صحیح تعداد نہ مولانا عاشق الٰہی نے بتائی نہ اور کسی تذکرہ میں اس کا کوئی ذکر دکھائی دیا مولانا عاشق الٰہی نے صرف اتنا لکھا ہے کہ!

جتھے کا جتھا تحصیل پر چڑھ دوڑا۔ سرسید نے ایک بڑا گروہ کہا ہے۔ ہنری جارج کین نے حملہ آوروں کی تعداد زیادہ تھی کہہ کر چھوڑ دیا تھا۔ لو نے بھی رپورٹ پیش کرتے ہوئے یہی تحریر کیا ہے کہ تھانہ بھون کے باغیوں نے بڑی تعداد میں حملہ کر دیا تھا۔

زبانی روایتوں سے اس مسئلہ پر اتنی بھی روشنی نہیں پڑتی۔

جمعیت مجاہدین کے محض پانچ افراد کے ناموں کا پتہ چل سکا ہے

(۱) قاضی عنایت علی جو فنون حرب میں ماہر تھے اور جن کی وجہ سے یہ سب منصوبہ بنا اور اہتمام کیا گیا تھا۔ سرسید کے بیان سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ فوجی مجاہدین کی قیادت وہی کر رہے تھے۔

(۲) حافظ ضامن علی شاہ صاحبؒ جو اس معرکہ میں جام شہادت نوش فرما کر جریدۂ عالم پر اپنا نام ثبت کر گئے۔

(۳) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جنہوں نے زانو پہ سر رکھے ہوئے حافظ ضامن علی شہیدؒ نے آخری ہچکی لی، اور خود کو آغوش رحمت حق میں دیدیا۔

(۴) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ انہوں نے اس معرکہ میں اپنی مجاہدانہ سرگرمی کا پوری طرح اظہار کیا ہے۔

(۵) مولانا محمد منیر نانوتویؒ جو حضرت حاجی امداد اللہ کی ہدایت کے بموجب مولانا قاسم صاحب کے محافظ و نگران کی حیثیت سے ساتھ رہے۔

خیال ہے کہ مجاہدین کا یہ لشکر ۱۴ ستمبر بروز دوشنبہ ۹ بجے تک شاملی پہنچ گیا ہوگا۔ اور اس نے تحصیل شاملی کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا ہوگا۔ اس وقت سر سید کی تحریر کے مطابق شاملی میں تخمیناً دس سوار پنجابی رسالہ اور ۲۸ سپاہی جیل خانہ کے اور پچاس سے زائد سپاہی متعینہ تھانہ اور تحصیل کے باقی آدمی اس افسر کے خاندان کے مع ابرخان اور اس کے بھائی کے جو رام پور سے گئے تھے۔ وہاں موجود تھے۔

اس بیان سے اور لڑائی میں مارے جانیوالوں کی تعداد پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدافعین کی تعداد سو سے زیادہ تھی جو بظاہر کوئی بڑی تعداد نہیں۔ لیکن ان میں سے اکثریت سپاہیوں اور فوجیوں کی تھی اور پھر ان کے پاس اسلحہ کا کافی ذخیرہ تھا جبکہ مجاہدین میں سے بہت سوں کا سہارا محض خدا کا بھروسہ تھا اور اسی حقیقی اور اصلی قوت کے بل پر انہوں نے اس رزم گاہ میں قدم رکھا تھا۔

لڑائی کی کیفیت کو سمجھنے کے لئے محاذ جنگ کا نقشہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے ہم عصر تذکرہ نویسوں اور وقائع نگاروں نے بعض اور تفصیلات کی طرح اس موضوع کو بھی تشنہ چھوڑ دیا ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے کچھ تحریری اشاروں اور زبانی روایتوں کی بنیاد پر اس محاذ کا جو حال لکھا ہے اس کا مجمل سا خاکہ یہ ہے۔

لڑائی کا محاذ شاملی کی تحصیل تھا اس وقت تحصیل کے دفاتر اور عملے کے لوگ ایک گڑھی میں تھے اور یہ گڑھی ایک کھلے میدان میں واقع تھی جس کے سامنے سوائے ایک چھوٹی سی مسجد کے اور کوئی ایسا گھر نہ تھا جس کو مجاہدین آڑ بنا سکتے۔

گڑھی کا پھاٹک مسجد کی طرف تھا جس کو تحصیل میں متعین عملے نے مضبوطی سے بند کرکے خود کو ہر طرح سے محفوظ کر لیا تھا اس کے برعکس تھانہ بھون کے مجاہدوں کا جتھہ کا جتھا گڑھی کے باہر والے میدان میں پتنگوں کی طرح پھیلا ہوا تھا ان غیر محفوظ اور بے سہارا مجاہدین پر گڑھی والے انگریزی فوج کے بندوقچی دیواروں کی آڑ لیکر بندوقوں سے مسلسل فائر کرتے چلے جاتے تھے۔ اور اس مختصر سی مسجد کے سوا جو میدان میں بنی ہوئی تھی غریب مجاہدوں کو گولیوں سے بچانے والی کوئی جائے پناہ نہ تھی۔

تمام بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑائی کھلے میدان میں نہیں ہوئی بلکہ تحصیل میں متعین عملہ شروع ہی سے قلعہ بند ہوکر بیٹھ رہا تھا اور بہت عرصہ تک بغیر کوئی نقصان اٹھائے شمع حریت کے پروانوں کو آتش تفنگ سے سوختہ کر رہا تھا۔

چنانچہ سر سید نے لکھا ہے!

"یہ افسر ابرخان" بہ کمال دلاوری و بہادری بمقابلہ پیش آیا اور تحصیل شاملی کو مستحکم کرکر اور اس میں محصور ہوکر بخوبی لڑا اور ہر دفعہ مفسدوں کے حملہ کنان کو ہٹا دیا اور بہت سے آدمی ان کے مارے گئے۔

بہرحال جیسا کہ کہا جا چکا ہے محصورین کے پاس گولہ بارود کا ذخیرہ کافی تھا لہذا وہ برابر تحصیل کے اندر سے گولیاں برساتے رہے اور مجاہدین جام شہادت نوش کرتے رہے مگر موخر الذکر کا جوش اور جذبہ جہاد اتنا فزوں تھا کہ اس جانی نقصان کی پرواہ کئے بغیر انہوں نے محاصرہ کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ وہ اس کو سخت کرتے گئے۔ اور کئی گھنٹوں کی جد و جہد کے بعد تحصیل کی دیواروں کے نیچے پہنچ گئے۔ اس کوشش میں کتنے مجاہدین شہید ہوئے اس کا صحیح اندازہ مشکل ہے معاصر تذکرہ نگاروں نے انگریزی عملے کے کشتوں کی تعداد تو بتائی ہے مگر مجاہدین کے شہداء کی تعداد کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے تعداد کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے لکھا ہے کہ!

"سینکڑوں مجاہدین شہید ہوگئے۔"

واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجاہدین نے شروع ہی سے محسوس کر لیا تھا کہ جب تک محصورین کو تحصیل سے باہر نہیں نکالا جائے گا اور انہیں سامنے لاکر مقابلہ کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ان کے آدمی برابر گولیوں کا نشانہ بنتے رہیں گے اور محصورین نہایت اطمینان سے اندر بیٹھ کر مقابلہ کرتے رہیں گے:

لہذا وہ نہایت جانفروشی کو کام میں لاکر آگے کی طرف بڑھے۔ ان کا مطمع نظر تحصیل کا پھاٹک تھا۔ جس کو توڑ کر وہ اندر گھسنا چاہتے تھے۔

آخر کار ایک مرتبہ ہلہ کرکے گولیوں کی بوچھاڑ میں وہ پھاٹک تک پہنچ گئے۔ اور کسی نہ کسی طرح پھاٹک کو توڑنے میں کامیاب ہوگئے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ: مولانا طیب صاحب کی یادداشت کے بموجب

"دروازہ کے قریب چھپر کی ایک ٹٹی تھی جو کہ غالباً محافظ سپاہیوں کے سایہ لینے کے لئے بنائی گئی تھی مولانا قاسم صاحب نے پھرتی سے بڑھ کر اس چھپر کو اپنی جگہ سے جلد جلد اکھاڑ کر اسے تحصیل کے دروازہ سے لا ملایا اور اس میں آگ دے دی آگ کا لگنا تھا کہ گڑھی کے پھاٹک کے کواڑ بھی جل اٹھے۔

چھپر میں آگ لگانے کا ذکر انگریز وقائع نگار جارج ہنری کین نے بھی کیا ہے وہ لکھتا ہے:

"انہوں نے بہت سی عمارتوں کے چھپروں میں جو احاطہ کی دیوار سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ آگ لگا دی"

بہرحال دروازہ جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگیا اور مجاہدین کو گڑھی کے اندر گھس کر دست بدست جنگ کرنے کا موقع مل گیا۔ ابھی تک انہوں نے جاں فروشی کے نمونے پیش کئے تھے اب شمشیر زنی کے کمالات دکھائے۔

اسکے برعکس محصورین اس وقت تک تقریباً گوشہ عافیت میں بیٹھ کر نشانہ بازی کرتے تھے اور ان تقریباً نہتے یا نیم مسلح شہریوں کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا رہے تھے جو محض جذبہ ایمانی اور جوش وجہاد سے سرشار ہوکر میدان وفا میں نکل آئے تھے اور جنہیں اپنی جانوں کو گولیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ذرا سی بھی جگہ میسر نہیں تھی۔

لیکن اب کہ تحصیل کا حصار ٹوٹ چکا تھا۔ محصورین خود اسی حالت میں آگئے تھے جس میں محاصرہ کرنیوالے تھے لیکن جب پہلے ان کی گولیاں مجاہدین کو چھلنی کررہی تھیں اور اب مجاہدین کی تیغ بیدریغ ان کو ایک ایک کرکے خاک وخون میں لوٹا رہی تھی سرسید نے ان کی کمزوری پر یہ کہہ کر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے:

"آخر کو گولی وبارود تحصیل میں ختم ہو چکے تھے اور نہایت مجبوری کا وقت آیا اور مفسدوں کو قابو ہوگیا۔ اور وہ لوگ تحصیل کے قریب آگئے۔ یہاں تک کہ تحصیل میں گھس آئے۔

لیکن اگر اس بیان کو صحیح مان لیا جائے تب بھی یہ بیان ان کی بزدلی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک وہ حفاظت سے تحصیل کے اندر بیٹھے رہے اور گولہ بارود کا ذخیرہ ان کے پاس رہا وہ مجاہدین کو روکتے رہے اور جب ان دونوں باتوں نے انکے ساتھ چھوڑ دیئے تو وہ اسی قسم کے ہتھیاروں سے جیسے مجاہدین کے پاس تھے۔ زیادہ دیر تک اپنی حفاظت نہ کرسکے مجاہدین تحصیل کے قریب بھی آگئے اس کا پھاٹک جلانے یا توڑنے میں کامیاب بھی ہوگئے۔ تحصیل کے اندر بھی گھس گئے اور آخر میں محصورین پر مکمل غلبہ بھی حاصل کرلیا۔

بہرحال اصل معرکہ پھاٹک جلنے یا توڑنے کے بعد ہی پیش آیا۔ دست بدست جنگ شروع ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ گولیاں بھی برابر چلتی رہیں کیونکہ اس ہنگامہ دعوغلیں یکایک ایک گولی حضرت حافظ ضامن علی شاہؒ کی ناف پر لگی۔ جس سے خون کا فوارہ جاری ہوگیا۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی چند آدمیوں کی مدد سے ان کو اٹھا کر مسجد میں لے آئے۔ مولانا گنگوہیؒ نے ان کا سر اپنے زانوں پر رکھ لیا اور اسی حالت میں اس مرد باخدا نے جان جان آفریں کے سپرد کی۔

یہ واقعہ بروایت حکیم ضیاء الدین رام پوری ظہر کے وقت پیش آیا۔ آپ کی شہادت کا صدمہ تو سب ہی کو ہوا لیکن یہ موقعہ ایسا نہیں تھا کہ لوگ گریہ وبکا اور نالہ وشیون میں مشغول ہوجاتے ابھی اس مقصد کو تکمیل کی منزل تک پہنچانا تھا جس کے لئے شمع حق کے پروانے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر گھر سے نکل پڑے تھے۔

چنانچہ لڑائی اس کے بعد بھی جاری رہی اور غالباً غروب آفتاب تک قتل وقتال کا سلسلہ چلتا رہا کیں نے اس قیاس کی تصدیق ان الفاظ سے کی ہے۔

"لڑائی تمام دن جاری رہی لیکن چونکہ حملہ آوروں کی تعداد زیادہ تھی اس لیے ان کا پلہ بھاری رہا۔ محصورین میں سے ۱۱۳ آدمی مارے گئے جن میں ابراہیم خان سب کلکٹر بھی تھا۔"

سرسید کے الفاظ بھی کم وبیش یہی ہیں کہتے ہیں "یہ قتل وخون ریزی شاملی میں ۱۴ستمبر ۱۸۵۷ء کو واقع ہوئی جو دن کہ فتح دہلی کا تھا اس ہنگامہ میں ۱۱۳ آدمی جن میں کچھ زیادہ مسلمان تھے کام آئے۔"

تمام رپورٹوں اور بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت تحصیل میں محصور سپاہیوں اور عملہ کی مجموعی تعداد سو سے کچھ ہی زیادہ تھی اور دست بدست جنگ میں یہ سب ہی کام آئے۔ چنانچہ مالکم لو اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے!

"ہماری فورٹ بڑھانے کے پیشے روانگی کے دس گھنٹہ بعد تھانہ بھون کے باغیوں نے بڑی تعداد میں حملہ کردیا تھا اور تحصیلدار اور سرکاری ملازمین نیز فرسٹ پنجاب کیولری کے دس سواروں کو مار ڈالا تھا مسٹر ایڈورڈس نے محصورین کی تعداد میں اضافہ کی غرض سے گیارہ سوار چھوڑ دیئے تھے جن میں چند رتنداز اور چند پولیس کے آدمی تھے صرف ایک سوار جان بچا کر بھاگ سکا۔ وہ بھی بری طرح زخمی ہوگیا ہے۔"

بقیہ: معجزات

الفضل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزریں، آپ نے فرمایا کہ اے ام الفضل تمہارے حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ جب لڑکا پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لے آئیو۔ چنانچہ میرے حمل سے لڑکا ہوا میں اس کو لے کر خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ سے لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا، اور کہا لے جاؤ خلیفاؤں کے باپ کو، میں نے یہ بات آکر حضرت عباس کہی۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی عبداللہ ابن عباسؓ خلیفوں کا باپ ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی ہے کہ عبداللہ ابن عباس کی اولاد میں سلاطین ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تقریباً پانچ سو برس تک حکومت آل عباس میں رہی اور تمام خلفاء آل عباس میں ہوتے رہے

ایک سلسلہ وار مضمون

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات یا پیش گوئیاں

مولانا احمد سعید دہلویؒ

حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ باتوں کا خیال رکھو اور چھ باتیں گنتے رہو (۱) میری موت اور میرا اس دنیا سے رخصت ہو جانا۔ (۲) اس کے بعد بیت المقدس کا فتح ہونا (۳) ایک وبا کا وقوع، جس طرح بکریوں میں بیماری پھیلتی ہے اور ریوڑ کے ریوڑ مر جاتے ہیں، اسی طرح تم پر وبا آئے گی (۴) مال کی کثرت، یہاں تک کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ سو دینار بھی خاطر میں نہ لائے گا۔ (۵) پھر ایک فتنہ جس سے عرب کا کوئی گھر محفوظ نہیں رہے گا اور ہر شخص اس فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔ (۶) پھر تمہارے اور نصاریٰ کے درمیان بڑے پیمانہ پر صلح ہوگی لیکن نصاریٰ بدعہدی کریں گے اور ایک بہت بڑا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے۔

اس حدیث میں چھ نشانیاں مذکور ہیں، جن میں سے بعض پوری ہو چکی ہیں اور بعض باقی ہیں، مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوسرے بیت المقدس کا فتح ہونا جو حضرت عمرؓ کے دور میں پورا ہوا حضرت عبیدہ ابن الجراحؓ لشکر کے سپہ سالار تھے۔ قلعہ کا محاصرہ کرنے کے باوجود قلعہ کے بڑے راہب نے حضرت عبیدہؓ سے کہا ہماری کتابوں میں بیت المقدس فتح کرنے والے کا جو حلیہ لکھا ہے وہ تجھ سے نہیں ملتا جب وہ شخص آئے گا تو ہم بیت المقدس اور قلعہ کی کنجیاں اس کے حوالہ کر دیں گے۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ تشریف لے گئے اور راہب نے ان کی شکل دیکھ کر کنجیاں حوالہ کر دیں اور کہا جس شخص کا ذکر ہماری کتابوں میں لکھا ہے وہ یہی شکل ہے۔

پھر اس کے بعد عام وبا پھیلی اور تین دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے، حضرت عبیدہؓ کا انتقال بھی اسی وبا میں ہوا۔ رہی کثرت بہتات مال کی تو یہ بھی خلفاء کے زمانہ میں ہو گئی، اور روپیہ بکثرت مسلمانوں کے پاس آیا۔ فتنہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کا قتل ہے۔ جس سے تمام عرب متاثر ہوا۔ اور کوئی گھر باقی نہ رہا جس میں اس فتنہ کے اثرات نہ پہنچے ہوں۔ نصاریٰ سے صلح اور نصاریٰ سے بدعہدی، یہ شاید آخری زمانہ میں ہوگا۔

بہر حال جو علامتیں قیامت کی بیان فرمائی تھیں ان میں بیشتر کا ظہور ہو چکا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض پہلی کتابوں میں بیت المقدس کے سلسلہ میں اس امت کے حلیے بھی بتائے گئے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں آرام فرما رہے تھے۔ یکایک خواب سے ہنستے ہوئے بیدار ہو گئے۔ میں نے آپؐ سے ہنسنے کا سبب دریافت کیا، فرمایا میں نے دیکھا کہ میری امت کے لوگ جہاز پر سوار ہو کر جہاد کرتے ہیں، جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ سو جو لشکر سب سے پہلے دریا کا سفر بغرض جہاد اختیار کرے گا، اس پر جنت واجب ہوگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں ان غازیوں میں شریک ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا تو ان میں داخل ہے۔" پھر آپؐ نے آرام فرمایا، پھر ہنستے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے، میں نے ہنسنے کا سبب دریافت کیا، آپؐ نے فرمایا جو لشکر اول بادشاہ قسطنطنیہ سے لڑے گا، اس کے گناہ معاف ہو گئے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ان غازیوں میں سے ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا تو ان میں نہیں ہے تو پہلی قسم کے غازیوں میں سے ہے۔ اس پیشگوئی میں تین باتوں کا ذکر ہے (۱) سمندر میں جہاد کرنے کا (۲) امّ حرامؓ کے شریک ہونے کا (۳) بادشاہ روم کے دارالسلطنت قسطنطنیہ پر جہاد کرنے کا۔

پہلی بات حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں پوری ہوئی، حضرت معاویہؓ کے اہتمام سے لشکر نے بحر شور کا سفر اختیار کیا اور مسلمان سمندر کی راہ سے جہاد کرنے گئے۔ دوسرے یہ کہ ام حرامؓ بھی اس سفر میں شریک سفر رہیں جبکہ اس سفر میں ایک گھوڑے پر سے گر کر ان کا۔۔ انتقال ہوا، یہ امّ حرامؓ حضرت عبادہ ابن صامتؓ کی زوجہ اور مشہور صحابیہ ہیں۔ تیسرے اسلامی لشکر میں قسطنطنیہ پر جہاد کیا، یہ تینوں باتیں پوری ہوئیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

اہل بیت کے بارے میں پیشگوئیاں

بخاریؒ اور مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئیں، حضورؐ نے ان کو مرحبا کہہ کر پاس بٹھایا، کچھ باتیں ان کے کان سے منہ لگا کر فرمائیں حضرت فاطمہؓ یہ باتیں سن کر رونے لگیں اور بہت غمگین ہوئیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غمگین دیکھ دوبارہ پھر اپنے سے قریب کیا اور کان سے منہ لگا کر پھر کچھ فرمایا، اس پر حضرت فاطمہؓ خوش ہو گئیں اور ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے فاطمہؓ سے پوچھا یہ کیا بات تھی کہ تم پہلے روئیں اور پھر ہنسیں، پہلی بات کیا فرمائی تھی اور دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید اور راز ظاہر نہ کروں گی۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں یہ فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ ہر سال قرآن شریف کا دور مجھ سے ایک بار کرتے تھے مگر اس سال جبرئیل علیہ السلام نے دو مرتبہ مجھ سے قرآن کا دور کیا ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات قریب ہے میں یہ سن کر رونے لگی، پھر آپؐ نے چپکے سے فرمایا تمام اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرو گی، میں یہ سن کر ہنسنے لگی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی سال ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف چھ ماہ زندہ رہیں اور چھ ماہ کے بعد اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں۔

بخاریؒ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسنؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ "یہ بیٹا میرا سید ہے اور امید ہے کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان اللہ تعالیٰ اس سے صلح کرادے گا" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد جب امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور قریب تھا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی فوجوں کے درمیان جنگ ہو تو حضرت امام حسنؓ نے اس خیال سے کہ مسلمانوں کے دو فریقوں میں نبرد آزمائی اور مسلمانوں میں خون ریزی نہ ہو، حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی اور مسلمان خانہ جنگی سے محفوظ رہے۔

بیہقیؒ نے حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دن ایسا خواب دیکھا جس سے میں سخت پریشان ہوئی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا وہ خواب بیان کرو۔ میں نے عرض کیا میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ گویا آپ کے جسد اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اُم الفضل گھبرانے کی بات نہیں ہے فاطمہؓ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے ہاں امام حسینؓ پیدا ہوئے اور وہ میری گود میں رہے۔ ایک دن میں حسینؓ کو گود میں لے کر حاضر ہوئی اور میں نے حسینؓ کو آپ کی گود میں دے دیا اور میں کسی اور طرف دیکھنے لگی یکایک میری نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر پڑی تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو رواں ہیں، میں نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کردے گی۔ میں نے تعجب سے عرض کیا کہ اس حسینؓ کو آپ کی امت قتل کرے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں! جبرئیلؑ نے مجھے سرخ رنگ کی مٹی بھی لاکر دی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عراق کے اشقیاء نے امام حسینؓ کو کربلا میں بلاکر شہید کردیا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سر الشہادتین میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی تمام صحابہؓ اور اہل بیت میں اس قدر مشہور تھی کہ سب لوگ جانتے تھے۔

ابونعیمؒ نے یحییٰ حضرمیؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے صفین کے سفر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھا جب قصبۂ نینویٰ کے قریب پہنچے تو آپؓ نے حضرت حسینؓ کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا اے ابا عبداللہ! کنارۂ فرات پر صبر کرنا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ حضرمیؒ کہتے ہیں، میں نے دریافت کیا اے علیؓ! یہ آپ نے حسینؓ سے کیا کہا؟ تو علیؓ نے کہا۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ حسینؓ فرات کے کنارے قتل کیے جائیں گے۔ بلکہ اصبغ بن کنانہ سے ابونعیم نے نقل کیا ہے کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ جگہ بھی بتائی، جہاں حسینؓ کا قافلہ اترے گا اور جہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے اور جہاں ان کو شہید کیا جائے گا اور جہاں آل محمد کا خون بہے گا۔ غرض یہ پیشین گوئی اس قدر مشہور تھی کہ کم و بیش تمام حضرات اس کو جانتے تھے اور قبل از وقوع اس واقعہ کا اجمالی علم رکھتے تھے۔

بزار اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی تم میں سے سرخ اونٹ والی نکلے گی، یہاں تک کہ اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے اور اس کے گرد بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور وہ نجات پائے گی جب کہ وہ قتل ہونے کے قریب ہوگی۔

یہ بات اسی طرح پوری ہوئی اور یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیش آیا، جو جنگ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان واقع ہوئی اور جس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہیں، حضرت عائشہؓ کو یہ واقعہ پیش آیا جب آپ حوأب کے مقام پر پہنچیں تو آپ جس اونٹ پر سوار تھیں وہ سرخ رنگ کا تھا، وہاں کی بستی کے کتے بھونکے اور اس حوأب کے کنارے دونوں فریق میں جنگ ہوئی، بہت سے آدمی مارے گئے، حوأب ایک پانی کا نام ہے یہ کوئی بڑا تالاب تھا، جس رات کی صبح کو ملاقات ہونے والی تھی اور صلح کی بات چیت ہوکر معاملہ ختم ہونے والا تھا، اسی رات قاتلان عثمانؓ میں سے بعض شرارت پسندوں نے یہ گل کھلایا اور دونوں طرف تیر پھینکنے شروع کردیے۔ حضرت عائشہؓ کے لشکر میں یہ شہرت دی کہ حضرت عائشہؓ نے عہد شکنی کی، کہتے ہیں کہ یہ شرارت عبداللہ بن سبا کے مشورے سے کی گئی۔

حضرت عائشہؓ نے جب پانی کا نام معلوم کیا تو لوگوں نے حوأب بتایا، آپ کو حضورؐ کی بات یاد آئی اور آپ نے لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن مروان نے آپ کے روبرو بہت سی شہادتیں دلوادیں کہ نہیں اس پانی کا نام حوأب نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ پر جو لوگ حملہ کی غرض سے نکلے تھے انہوں نے موقع پاکر اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور حضرت عائشہ کا ہودج زمین پر گر پڑا۔ حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی محمد ابن ابی بکرؓ اٹھا کرلے گئے۔ اس جنگ میں حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے ہمدرد اور ان کے ہمراہ تھے

ظاہر ہے کہ یہ اختلاف محض قاتلان عثمانؓ سے انتقام لینے کے سلسلے میں تھا جو بدقسمتی سے جنگ کی صورت اختیار کرگیا اور لوگوں نے اپنی مشوم خواہش کو پورا کرلیا، بہرحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوگئی۔

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ازواج مطہراتؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا میری وفات کے بعد میں سب سے پہلے وہ مجھ سے ملاقات کرے گی جس کے ہاتھ لانبے ہوں گے۔

ازواج مطہراتؓ حضورؐ کے الفاظ "اَطْوَلُكُنَّ يَدًا" کا ظاہری مطلب سمجھ کر آپؐ کی وفات کے بعد آپس میں اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ ہم میں سب سے پہلے کس کا انتقال ہوگا۔ حالانکہ "اَطْوَلُكُنَّ يَدًا" سے مراد حضورؐ کی یہ تھی کہ صدقہ دینے میں جس کا ہاتھ دراز ہے۔

چنانچہ سب سے پہلے وفات ہم میں، یہ حضرت زینبؓ کی ہوئی، جن کا لقب ام المساکین تھا اور وہ صدقہ خیرات بہت کیا کرتی تھیں، ان کی وفات کے بعد ازواج مطہراتؓ سمجھیں کہ "اَطْوَلُكُنَّ يَدًا" سے مراد مجازی معنی تھے حقیقی نہ تھے۔ بہرحال یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت ام المساکین نے سب سے آپ سے ملاقات کی۔

ابونعیمؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میری والدہ امّ

باقی صـ پہ

والدین کی نافرمانی

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں پر عمل کرکے صحابہ کرامؓ نے انقلاب بپا کردیا۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کا مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ کے اصولوں کو چھوڑ کر اخلاقی پستیوں کا پیکر بن گیا۔ آپ کی تعلیمات سے اعلانیہ روگردانی کر رہا ہے فرمان نبویؐ سے سرتابی کرتے ہوئے انہوں نے ایک دوسرے کا خون چوسنا شروع کردیا ہے ایک دوسرے کی ترقی کی راہوں میں رکاوٹیں ڈالنا ان کا مشغلہ بن گیا ہے۔ رہنماؤں سے سلوک نا چاہیے اور ایک بھائی دوسرے بھائی کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا دشمن ہے۔ والدین کی نافرمانی پر فخر کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس آیا اور اپنے باپ کی شکایت کی کہ وہ اس کا مال روپیہ لے لیتا ہے۔ آپ نے اس آدمی کے باپ کو بلایا۔ وہ ایک بوڑھا شخص تھا۔ ایک لکڑی کا سہارا لیتا ہوا حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے اس کے بارے میں استفسار کیا اس نے کہا۔ وہ ایک زمانہ میں ضعیف تھا اور میں قوی۔ یہ فقیر تھا اور میں غنی۔ میں نے کبھی اسے اپنی کوئی چیز لینے سے نہیں روکا اور آج میں ضعیف ہوں یہ قوی۔ میں فقیر ہوں یہ غنی۔ اب یہ اپنا مال مجھ سے بچاتا ہے اور بخل سے کام لیتا ہے آپ یہ باتیں سن کر رو پڑے اور فرمایا۔ اگر پتھر بھی یہ باتیں سن لے تو اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے۔ پھر لڑکے سے فرمایا ”تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“

اسی طرح ایک شخص نے اپنی ماں کی بد مزاجی کی شکایت ایک مرتبہ آپؐ سے کی۔ آپ نے فرمایا ”جب نو مہینے تک یہ تجھے پیٹ میں لئے پھرتی رہی جب تو یہ بد مزاج نہ تھی وہ بولا ”وہ میری ماں بد مزاج ہے“ آپ نے فرمایا، جب دو سال تک تجھے دودھ پلاتی رہی، جب تو یہ بد مزاج نہ تھی۔ اس نے کہا میری ماں سخت مزاج ہے۔ آپ نے فرمایا جب یہ تیرے لئے رات بھر جاگتی رہی اور اپنا دودھ تجھے پلاتی تھی جب تو یہ بد خلق نہ تھی۔ وہ گویا ہوا۔ میں اپنی ماں کا بدلہ دے چکا ہوں“ آپ نے سوال کیا ”کیا کیا تو نے؟ تو گویا ہوا۔ اپنے کندھوں پر بٹھا کر میں نے اسے حج کرایا ہے۔ آپ نے فرمایا ”کیا تو اس تکلیف کا بدلہ بھی اسے دے سکتا ہے؟ جو دردِ زہ کی صورت میں اس نے برداشت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اپنے والدین کو اُف تک بھی نہ کہو۔ اس میں بھی بے ادبی ہے آج کل اولاد کی یہ حالت ہے کہ جس کے والدین بوڑھے ہوچکے ہیں۔ اولاد انہیں دیکھنا ہی پسند نہیں کرتی اور بہرات یں پے درپے جواب دیتے ہیں۔ ذرہ ماں باپ کا ادب نہیں کرتے! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ماں باپ کی خدمت کرو تاکہ تم اپنے ماں باپ کی خوشنودی سے جنت میں جاؤ، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو ماں باپ کو خوش رکھے گا۔ اس سے میں خوش ہونگا اور جو اپنے ماں باپ کو ناراض رکھے گا۔ میں بھی اس سے ناراض ہونگا۔

ایک دفعہ مہاجرین و انصار کے ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے جس شخص نے ماں باپ کی نافرمانی کی یا اس کو تکلیف پہنچائی تو اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام مخلوق کی لعنت ہوتی ہے۔ جب تک وہ توبہ نہیں کیا کرتا ہے۔ نہ اس کا فرض قبول کیا جاتا ہے۔ نہ نفل۔ یاد رکھو! تمہارے رب کی رضا تمہارے والدین کی رضا پر موقوف ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ والدین کی اطاعت کی جائے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

جس نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اسے خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دیتے ہیں۔

ایک شخص نے عرض کیا۔ حضورؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نماز پڑھتا ہوں روزہ رکھتا ہوں زکوٰۃ دیتا ہوں مجھے کیا اجر ملے گا؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قیامت میں نبیوں، شہیدوں اور صدیقوں کے ساتھ ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تو ماں باپ کا نافرمان نہ ہو۔

کشکول اخلاق

طاہر محمود انجم ڈاہر..............خان پور

نماز، لباس میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ باریک نہ ہو اور تنگ نہ ہو۔

بیٹے کی تین قسمیں ہیں: پوت، سپوت، کپوت۔ پوت جو جائیداد کو قائم رکھے۔ سپوت جو ترقی کرے۔ کپوت جو برباد کرے۔

چار چیزیں جب تک نہ ہوں تحریر کامل بننا ممکن ہے۔

ذرا غور سے سن اے مشفقِ من ✽ نہیں حرف ہوتا اک بھی رقم
نہ ہوں چار والیں یہ جب تک ہم ✽ دماغ، دواں، دیدہ، دست ہم

پانچ چیزیں بے وقوفی کی نشانی ہیں (۱) جاہلوں کو دوست بنانا (۲) عقلمندوں سے پرواز کرنا (۳) عورت کو ہمراز کرنا...... (۴) دوسروں کی کمائی پر ناز کرنا۔ (۵) بے تمیز کو ممتاز کرنا۔

محبت کے چھ درجے ہیں: رجحان، میلان، دلچسپی، محبت، عشق، جنون۔

جہنم کے سات طبقات ہیں: سقر، سعیر، حصیر، لظیٰ، حطمہ، جحیم، جہنم، ہاویہ۔

جنت کے آٹھ درجات ہیں: خلد، دارالسلام، دارالقرار، جنت عدن، جنت ماویٰ، النعیم، علیین، فردوس۔

خندق کا پتھر

صاحبزادہ محمد منور ایوب۔ لاہور

یہود اور مشرکین مکہ کے باہمی گٹھ جوڑ اور مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانگی کی اطلاع حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپؐ نے باہمی مشورہ کے بعد مدینہ منورہ کے ان اطراف میں خندق کھودنے کا حکم دیا جو غیر محفوظ تھے تاکہ دشمن کو شہر کے باہر ہی روک دیا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے لئے نشانات لگا دیئے اور دس دس افراد کو چالیس چالیس گز کے ٹکڑے تقسیم کر دیئے۔ اس موقع پر مہاجرین نے کہا کہ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں سے ہیں اور انصار نے کہا وہ ہم ہی سے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پہلی مرتبہ جنگ میں شامل ہو رہے تھے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا سلمان منا اھل البیت یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔

مسلمان اپنے اپنے متعین شدہ حصہ خندق کھودنے میں مصروف تھے کہ ایک چٹان آ گئی جو بلحاظ سختی کے اتنی شدید تھی کہ انتہائی محنت کے باوجود ٹوٹنے میں نہ آئی اور لوگ نشان شدہ حصے سے آگے پیچھے ہٹنے کو بھی مناسب نہ سمجھتے تھے لہٰذا حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں صورت حال پیش کی گئی۔ یہ سن کر حضور اکرمؐ بہ نفس نفیس موقع پر تشریف لائے اور کدال اپنے دست مبارک میں لے کر بسم اللہ پڑھ کر بڑی شدت سے چٹان پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے تیز روشنی نکلی اور چٹان کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں دے دی گئیں اور میں یہاں کھڑے ہوئے شام کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں پھر آپؐ نے دوبارہ کدال سے پتھر پر شدت سے ضرب لگائی تو پھر کدال ٹکرانے سے تیز روشنی چمکی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک فارس کی کنجیاں دے دی گئیں اور میں یہاں سے ہی مدائن کے سفید محلات دیکھ رہا ہوں۔ بس مسلمانو! فتح و نصرت کی خوشخبری سن لو۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ آنحضورؐ نے تیسری مرتبہ اللہ کا نام لے کر پتھر پر سخت چوٹ لگائی جس سے پھر بہت چمکدار روشنی برآمد ہوئی جس سے مدینہ کے اطراف منور ہو گئے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا شہر صنعا دارالحکومت یمن کے دروازے دیکھ رہا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے یمن کی کنجیاں بھی عطاء فرما دی ہیں۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار اور مشرکین مکہ اور ان کے ساتھیوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ منافقین نے اسلامی لشکر سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ محاصرہ تقریباً مہینہ بھر رہا۔ تنگ راستہ سے مشرکین نے اندر آنے کی کوشش کی لیکن دلدل میں پھنس گئے اور پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی کے ذریعے مشرکین کو اندھا کر دیا، ان کے برتن چور ہو گئے الٹ گئے جس کی وجہ سے وہ ہراساں و پریشان واپس بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ "وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ" اللہ ہی مومنوں کے لئے کافی ہو گیا (الاحزاب) حضور اکرمؐ نے فرمایا اس کے بعد اب قریش تمہارے ساتھ جنگ کرنے نہ آئیں گے لہٰذا ایسا ہی ہوا کہ مشرکین مکہ میں مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی ہمت ہی نہ رہی اور پھر آسمان والوں اور زمین والوں نے دیکھ لیا کہ ان کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی یعنی یہ تمام ممالک خلفاء ثلاثہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم کے دور حکومت میں فتح ہو کر مسلمانوں کے زیر نگیں آ گئے، اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلفاء ثلاثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے نمائندہ تھے، ان کی حکومت حضور اکرمؐ ہی کی حکومت تھی، بلکہ ان کی حکومت تتمہ نبوت تھی۔

وعلمك مالم تكن تعلم۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ

۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قریش، مہاجرین و انصار کے سرآوردہ لوگوں اور دانشمندوں سے مشورہ کیا۔ سب کی رائے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام خلافت کے لیے تجویز ہوا۔ بعض صحابہؓ نے کہا کہ فاروق اعظم کے بارے میں کوئی تردد نہیں، اگر ہے تو صرف اتنا کہ ان کے مزاج میں سختی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے مزاج میں سختی اس لیے ہے کہ میں نرم ہوں، جب ساری ذمہ داری ان پر ہو جائے گی تو وہ نرم ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر خدا نے پوچھا تو یہ جواب دوں گا کہ اپنے بعد ایسے شخص کو امیر بنا کر آیا ہوں جو تیرے بندوں میں سب سے بہتر ہے۔ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہؓ کے وظیفے مقرر کیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کے فوجی نظام اور فوجی صلاحیت پر سب سے زیادہ توجہ دی۔ مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصل، مصر، دمشق اور اردن میں فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ ہر چھاؤنی میں کم از کم چار گھوڑے جنگی مقاصد کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ فوجی اہمیت کے بعض مقامات پر قلعے تعمیر کروائے، فوجی مقاصد کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں سڑکیں اور پل بنوائے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر ظاہری شان و شوکت پر نہ تھی بلکہ انہوں نے اپنے فرض کا احساس اس حد تک کیا کہ تاریخ اپنے کسی دور میں ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ آپؓ کے اس احساس کا کرشمہ تھا کہ کمزوروں اور محتاجوں کے جذبات اور ان کی تکلیفوں کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے اپنے آپ کو ہمیشہ ان ہی کی سطح پر رکھا۔ آپؓ بادشاہوں جیسی زندگی نہیں گزارتے

باقی صفحہ ۳۰ پر

گناہ در گناہ

ایم۔ اے۔ ایس ـــــــ کراچی

س:۔ کیا کوئی آدمی ہر کسی قسم کا یعنی گداگری کرے اس کی دعا وغیرہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:۔ بلاضرورت سوال حرام اور سخت گناہ ہے۔

س:۔ پڑوسیوں کے سلسلے میں بہت سخت احکامات ہیں، اگر پڑوسی کی کسی عورت یا لڑکی کو بری نظر سے دیکھا جائے تو قرآن کا کیا حکم ہے؟

ج:۔ گناہ در گناہ ہے۔

س:۔ بعض اوقات لوگ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے زنا کا الزام لگاتے ہیں کیا یہ درست ہے، جبکہ ایسا ہو نہ رہا ہو؟

ج:۔ کسی پر تہمت تراشی گناہ کبیرہ ہے۔

س:۔ جس طرح صدر میں دھماکہ ہوا ہے، کافی جانی نقصان ہوا ہے، کیا یہ لوگ شہید ہیں؟

ج:۔ ان میں جو مسلمان تھے وہ شہید ہیں۔

پرائز بونڈ کا مسئلہ

عبدالرشید ـــــــ کراچی

س:۔ عورت کا ناک میں کیل پہننا کیسا ہے؟

ج:۔ کوئی گناہ نہیں۔

س:۔ ڈیفینس سیونگ سرٹیفکیٹ میں روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ جائز نہیں۔

س:۔ پرائز بونڈ پر روپیہ لگانا جائز ہے یا ناجائز

ج:۔ ناجائز۔

نفل میں کئی نیتیں کرنا

عبدالمتین ـــــــ کراچی

س:۔ ایک کپڑے کی قیمت فروخت ۴۲ روپے ہے۔ دکاندار اپنے بھائی کو ۴۰ روپے میں فروخت کرتا ہے۔ اگر اس بھائی سے کوئی پوچھے کہ یہ کپڑا کس بھاؤ لیا ہے تو بھائی اگر ۴۲ روپے بتائے تو یہ جھوٹ ہوگا یا کہ نہیں؟

ج:۔ جھوٹ تو ہوگا اور اگر یوں کہہ دے کہ ۴۲ روپے بکتا ہے تو جھوٹ نہیں ہوگا۔

س:۔ دو رکعت نفل میں آدمی زیادہ سے زیادہ نیتیں کر سکتا ہے یا کہ نہیں۔ مثلاً دو رکعت نماز تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، صلوٰۃ حاجت یا صلوٰۃ توبہ؟

ج:۔ یہ نماز الگ الگ پڑھنی چاہیے، نیتیں چاہے جتنی کرے ثواب تو دو ہی رکعت کا ملے گا۔

س:۔ غسل خانہ جس کا فرش پختہ ہو، اگر اس پر پیشاب کرنے کے بعد پانی بہا دیا جائے تو اس جگہ استنجا اور غسل کرنا جائز ہے؟

ج:۔ جگہ پاک کر لی جائے تو جائز ہے۔

نذر صرف غریب کھا سکتے ہیں

عبدالمالک ـــــــ پشاور

س:۔ ایک آدمی یوں نذر مانتا ہے کہ میرا بیٹا دو سال کا ہوا تو میں بیل ذبح کروں گا اور گاؤں میں رواج یہ ہے کہ ایسے مانے ہوئے بیل کو ذبح کر کے تمام گاؤں والوں پر تقسیم کر دیا جاتا ہے، اب بیٹے کے دو سال مکمل ہونے کے بعد بیل کو ذبح کر کے تمام گاؤں والوں پر تقسیم کر دینے سے منت ادا ہو گی یا نہیں؟

ج:۔ نذر کی چیز کو صرف غریب، غرباء کھا سکتے ہیں، خود بھی نہیں کھا سکتا اور غیر مستحق لوگ بھی نہیں کھا سکتے۔ بیل ذبح کرنے کے بجائے اتنی قیمت مستحقین کو دے دینا صحیح ہے۔

س:۔ ایک آدمی راولپنڈی میں کاروبار یا مزدوری کرتا ہے کرایہ کا مکان لے کر بیوی بچوں کو رکھتا ہے، ایسی صورت میں وہ اپنے گاؤں میں والدین کو ملنے جاتا ہے تو نماز قصر پڑھے گا یا مکمل جبکہ کبھی کبھی رسم کے مطابق بیوی بچوں کو واپس والدین کے پاس چھوڑ دیتا ہے؟

ج:۔ جہاں اس کے والدین رہتے ہیں اور وہاں ان کی جائیدادیں ہیں، وہ اس کا اصل وطن ہے، اگر اس شخص نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب یہاں کبھی اقامت نہیں کروں گا بلکہ دوسری جگہ کو وطن اصلی بنا لیا ہے تو وہاں پوری نماز نہیں پڑھے گا بلکہ قصر کرے گا۔ واللہ اعلم۔

والدین پر خرچ کرنا

ش۔ ز۔ ن ـــــــ کراچی

س:۔ یہ بات ایک مسلّم حقیقت ہے کہ بیوی، بچوں کا نان نفقہ شوہر کے ذمے ہے، لیکن اگر ماں باپ دونوں یا ان میں کوئی ایک حیات ہو اور اس قابل بھی نہ ہو کہ دو وقت کی روٹی خود کما کر کھا سکے تو ان کا نان نفقہ کس کے ذمے ہے، کیا یہ اولاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کا نان نفقہ پورا کرے اور ماں باپ کی ذمہ داری بھی پوری کرے اور اگر اولاد اس قابل نہ ہو کہ اہل خانہ کی ذمہ داری پوری کرے، ماں باپ کا بھی پورا کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:۔ والدین کا نان و نفقہ اولاد کے ذمہ ہے، بقدر

حصۂ وراثت (یعنی جتنا حصہ کسی کو والدین کی وراثت کا ملے گا) اپنے حصہ کا خرچ اس کے ذمہ ہے، اور یہ بھی بیوی بچوں کے خرچ کی طرح اس کے ذمہ فرض ہے۔ اور اگر کوئی اپنے والدین کا پورا خرچ اپنے ذمہ رکھے تو یہ اس کی سعادت مندی ہے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہترین بدلہ اسے ملے گا۔

س:۔ یہ فرمائیں کہ رشتہ داروں کے حقوق کیا ہیں اور اس میں کون کون لوگ آتے ہیں؟

ج:۔ رشتہ داروں کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ان سے قطع تعلق نہ کیا جائے، بلکہ ان سے محبت و صلہ رحمی کی جائے ان کی طرف سے کوئی ناگوار بات پیش آئے تو اس کو برداشت کیا جائے، وہ خدمت کے محتاج ہوں تو حتی المقدور ان کی خدمت کی جائے۔

(نوٹ) اس کے لئے حضرت حکیم الامت تھانوی کا رسالہ "حقوق الاسلام" دیکھ لیا جائے۔

س:۔ ساس بہو کا جھگڑا تو پورے برصغیر بلکہ شرق وسطیٰ میں بھی مشہور ہے، کیا بہو کے لئے ساس رشتہ دار خاتون کا درجہ نہیں رکھتی اور کیا اس کا فرض اپنی ساس کی خدمت کرنا نہیں، اور کیا ساس بہو کے لئے ماں کی حیثیت نہیں رکھتی اور اگر ان دونوں میں کسی صورت بھی نہ بنتی ہو تو ان کو علیحدہ کر دینا کیا بہتر ہے۔

ج:۔ ساس بہو کا تعلق اخلاقی ہے، قانونی نہیں۔ اس لئے اگر دونوں کے درمیان موافقت نہ ہو تو بہو کو الگ کر دینا بہتر بلکہ ضروری ہے۔

س:۔ میری آنکھوں میں شدید درد ہوتا ہے، بہت علاج کروایا لیکن افاقہ نہیں ہوتا، آپ سے التماس ہے کہ کوئی صورت یا آیت بتا دیں۔

ج: ہر نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ "یا نُورُ" پڑھ کر انگلیوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ عافیت عطا فرمائیں۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

بہشتی مقبرہ قادیاں فریب کا دھندا

محمد احمد مجاہد، ننکانہ صاحب

مرزا غلام احمد قادیانی "مسیح موعود" نے تو عیسائیت کے قریب تر آ گئے اور عیسائی حکومت سے تو بے پناہ محبت تھی اس قرب نے ان کو کفارہ کے عقیدہ کی طرف متوجہ کیا جو عیسائی مذہب کا سب سے اہم ستون ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس لئے مصلوب ہوئے کہ ان کی امت سیدھی جنت میں چلی جائے۔ مرزا صاحب نے خیال کیا کہ کوئی ایسا راستہ نکل آئے کہ میری امت بھی بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلی جائے، اصل مقصد روپیہ بٹورنے کی اسکیم تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس تخیل کو عملی جامہ پہنانے کی راہ نکالی۔ یعنی بہشتی مقبرہ ایک منافع بخش ادارہ اور بلا حساب کتاب جنت میں داخلہ۔

(۱) مرزا صاحب کے ایک مرید بابو منظور الٰہی قادیانی، لاہوری مکاشفات کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے فرمایا کہ تخمیناً بیس یا پچیس سنت پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے۔ یعنی جو اس میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہو گا"

(۲) الاستفتاء عربی صفحہ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ خدا نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے کہ جس کے نیچے جنت ہے۔ پس جو شخص اس میں داخل ہو گا وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔"

(۳) بابو منظور الٰہی قادیانی "مکاشفات" کے صفحہ پر مرزا غلام قادیانی کا ایک کشف درج کرتے ہیں کہ "خواب میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا۔ جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا ہے کہ کل مقابر الارض لاتقابل ھذہ الارض۔ روئے زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔"

(۴) اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲۴ صفحہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۶ء لکھتا ہے کہ "حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے مقبرہ بہشتی کے متعلق حسب ذیل ارشادات رسالہ "الوصیۃ" میں فرمائے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

"ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں، اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے، بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔"

آگے چل کر اس میں داخل ہونے والوں کے لئے شرائط بیان کی گئی ہیں اور ان شرائط کے بعد یہ اضافہ کیا ہے جو درج ذیل ہے:

"میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے، باقی ہر ایک مرد یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہو گی اور شکایت کرنے والا منافق ہو گا۔"

مرزا محمود احمد اپنے مجموعہ تقاریر منہاج الطالبین

کے صفحہ ۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱/۱۰ حصہ مال رکھا ہے۔"

اخبار "الفضل" ۱۵ ستمبر ۱۹۱۳ء لکھتا ہے کہ "مقبرہ بہشتی اس سلسلہ کا ایک ایسا مرکزی نقطہ اور ایسا عظیم الشان محکمہ ہے جس کی اہمیت دوسرے محکموں سے بڑھ کر ہے یہ وہ نعمت ہے جس کو آدم کے وقت سے اس وقت تک لوگ ترستے مر گئے، گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم اول کو جب شیطان نے ایک عارضی بہشت سے نکالا تھا تو اس کی تلافی کے لئے چھ ہزار سال کے بعد پھر آدم ثانی (مرزا) کی معرفت یہ محکمہ دائمی جنت میں داخل ہونے کا خدا نے نسل انسانی کے لئے کھولا ہے۔ اگلے زمانے میں انبیاء اپنے بعض خاص خاص مقربوں کو بہشت میں داخل ہونے کی خبر دیا کرتے تھے اور یہاں یہ نظر آتا ہے کہ بہشت کا دروازہ ہی کھل گیا ہے صرف ذرا کھڑے ہونے اور قدم اٹھانے کی دیر ہے۔"

افسر بہشتی مقبرہ نے اخبار "الفضل" قادیان جلد ۱۸ مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۱ء میں اعلان شائع کرا دیا:

"آج تمہارے لئے ابوبکر و عمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو، اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا، اس لئے تم اس مقبرے میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہو گئے۔ اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔"

اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۶ء لکھتا ہے:

بقایا داران حصہ آمد کے متعلق اخبار "الفضل" میں متواتر کئی مرتبہ اعلان ہو چکا ہے کہ یہ اعلان مساجد میں پڑھ کر سنا دیا جائے۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ بعض جماعتوں کے عہدہ داروں نے ابھی تک ایسا نہیں کیا۔ اب مزید توجہ کے لئے مندرجہ ذیل اعلان کیا جاتا ہے کہ اس آواز کو ہر موصی تک پہنچا دیں۔ بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کرے گا۔ نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا۔ اس کی وصیت انجمن کارپردازان مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہے اور وہ جس قدر روپیہ وصیت میں ادا کر چکا ہے، اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا، سوائے اس شخص کے جو احمدیت سے مرتد ہو جائے اور جو وصیتیں اس وقت تک ہو چکی ہیں، ان کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا جاتا ہے کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ بعد تک ادا نہیں کرتا اس کی وصیت منسوخ کی جائے اور آئندہ اس سے جب تک وہ توبہ نہ کرے کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جائے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنی معذوری ظاہر کر کے خود اپنی وصیت کی ادائیگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو۔"

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان نے اخبار "الفضل" جلد ۲۴ نمبر ۵۵ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء میں اعلان شائع کروایا۔ "بقایا داران موصیان حصہ آمد کے متعلق کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ آخر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک موصیان حصہ آمد کا بقایا ادا نہ ہوگا یا ادائیگی بقایا کے متعلق نظارت ہذا سے انہوں نے مہلت حاصل نہ کر لی ہو۔ اس کے وصایا برائے منسوخی مجلس کارپرداز میں پیش کر دی جائیں گی۔ مذکورہ اعلانات کے بعد بعض موصیوں کی طرف سے خطوط آئے ہیں کہ جاری وصایا منسوخ کر دی جائیں، ہم بعد میں وصیتیں کر دیں گے۔ اس کے متعلق واضح کر دیا جاتا ہے کہ ایسے موصیوں کی دوبارہ وصایا نہیں لی جائیں گی جو بقایا کی وجہ سے منسوخ کرائیں گے۔"

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وماعلینا الا البلاغ المبین۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسے ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ آراستہ و پیراستہ بنایا مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی۔ پس لوگ اس کو دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں۔ کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی۔ چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیینؐ ہوں یعنی مجھ پر تمام انبیاء و رسل ختم کر دیئے گئے۔

(ف) اس حدیث میں تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالیشان محل کی طرح ہے جس کے ارکان انبیاء علیہم السلام ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے یہ محل تیار ہو چکا تھا، اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم کی گنجائش تعمیر میں باقی نہ تھی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا فرما کر قصر نبوت کی تکمیل فرما دی اب جس طرح اس قصر میں جو ہر طرح مکمل ہو چکا کسی اور اینٹ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد کسی اور نبی کے آنے کا احتمال نہیں رہا۔

ختم نبوت زندہ باد
مولانا کی
مطب صدیقی
تشخیص فارم منگانے کے لئے
جوابی لفافہ ہمراہ بھیجیں
حکیم ظہور احمد صدیقی۔ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

ضبط و ترتیب منظور احمد الحسینی

ہدایت و تبلیغ کے موضوع پر

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

کی ایمان افروز تقریر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی یہ تقریر آج سے تقریباً ۴۰ سال قبل کی ہے جو انہوں نے برما کے دارالحکومت رنگون میں وہاں کی سب سے بڑی اور سب سے مشہور سورتی سنی جامع مسجد میں فرمائی تھی۔ یہ وہ دور تھا جب برما میں جمہوری حکومت قائم تھی، لوگوں کے پاس دولت کی ریل پیل تھی، لوگ آسودہ زندگی گذار رہے تھے، وہ بھول گئے تھے کہ یہاں بھی ایسا انقلاب برپا ہو سکتا ہے کہ تمام مالدار تھے اور دوپہر کو غریب، چاہئے تو یہ تھا کہ جو مسلمان وہاں بستے تھے وہ غیروں میں اسلام کی دعوت دیتے، دعوت و تبلیغ میں کوشاں رہتے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، بالآخر وہاں فوجی انقلاب ۱۹۶۳ء میں برپا ہوا۔ اور یہ انقلاب مال و دولت سب کچھ بہا لے گیا اور پھر ایسا کایا پلٹی کہ زکوٰۃ دینے والے زکوٰۃ کے مستحق ہو گئے۔ آج سے تیس سال قبل برما کے مسلمان تاجروں کی فیاضی بڑی مشہور تھی، بھارت میں بڑے چھوٹے دینی مدرسے خصوصاً دارالعلوم دیوبند اور پاکستان کے دینی اداروں میں برما کے مسلمانوں کا بڑا حصہ ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے اپنی اس تقریر میں وہاں کے مسلمانوں کو جھنجھوڑا اور ان کی اصل ڈیوٹی کی طرف متوجہ فرمایا۔ ان کی تقریر کے تھوڑے ہی دنوں بعد وہاں فوجی انقلاب آیا جس سے وہاں کے مسلمان آج تک سنبھل نہیں سکے۔ تقریر کا ایک ایک لفظ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے سبق آموز ہے۔

اس تقریر میں میں بھی موجود تھا، عرصہ سے مجھے ٹیپ کی تلاش تھی، لیکن مل نہ سکی۔ اللہ بھلا کرے مولانا محمد منور حسین صاحب امام مسجد بالہم لندن کا، انہوں نے مذکورہ کیسٹ فراہم کیا۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

خطبہ مسنونہ کے بعد آیت پڑھی ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ۰

میرے بزرگو بھائیو اور دوستو!

آپ کو معلوم ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ کی بعثت ہوئی تو سارے عالم میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ ملک کے ملک براعظم کے براعظم اللہ کی یاد سے، توحید کے نور سے، علم کی روشنی سے اور اخلاق حسنہ کی برکت سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ سے بہتر اس زمانے کی تصویر کون کھینچ سکتا ہے وہ فرماتا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون ۰ لوگوں کے برے اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں، زمین پر سمندر اور اسکے جزیروں میں عالمگیر فساد جس سے دنیا کا کونہ خالی نہ تھا، پھیلا ہوا اور چھایا ہوا تھا۔ اس وقت حالت یہ تھی جیسے اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے مسلمان عالم نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص چراغ لے کر نکلتا تو ملک کے ملک خدا کی یاد سے خالی تھے اگر کوئی شخص کسی بہت بڑے ملک یا براعظم میں کسی ایسے آدمی کو تلاش کرتا جس کے دل میں خدا کی سچی معرفت اور محبت ہے اور خدا کو صحیح طور پر یاد کرتا ہے اور اس کو موت کا خیال ہے اور دوسری زندگی کا کچھ دھیان ہے۔ تو پورے پورے ملک میں پورے پورے براعظم میں ایک آدمی بھی بعض اوقات ایسا نہ ملتا۔ لوگوں کے دل تاریک ہو چکے تھے۔ خدا کی صحیح پہچان، خدا کا صحیح علم، دنیا سے تقریباً نایاب ہو گیا تھا۔ ہر جگہ گناہوں کی سرکشی کا، غفلت کا، عیش و عشرت کا دور دورہ تھا۔ ساری زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی آگ پوجی جا رہی تھی۔ بت پوجے جا رہے تھے۔ درخت پوجے جا رہے تھے۔ سورج اور چاند پوجے جا رہے تھے! اور اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت کرنے والا بالکل عنقا تھا۔ ظلم کا ساری دنیا میں دور دورہ تھا کسی کو سوائے اپنا پیٹ بھر لینے کے اور اپنا مطلب نکال لینے کے اور اپنے نفس کی خواہش پوری کرنے کے کوئی فکر اور کوئی دھندا نہ تھا انسانیت کا درخت جسکو بڑے اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے لگایا تھا اور اس کو پروان چڑھایا تھا۔ وہ پامال ہو رہا تھا گویا جانور اس کو چر رہے تھے۔ ہر طرف سے اس پر حملہ تھا۔ انسانیت ذلیل کی جا رہی تھی اور اتنی لمبی چوڑی دنیا میں انسانیت کا درد رکھنے والے بالکل ناپید تھے۔ ایسا آدمی ایک اکیلا آدمی کہ جس کے دل میں کچھ انسانیت کا درد پیدا ہوتا۔ بے چینی پیدا ہوتی اور اس کی راتوں کی نیند حرام ہو جاتی اور اس کا کسی کام میں بھی نہ لگتا وہ موجود نہیں تھا۔ سب کو اپنی اپنی پڑی تھی۔ نفسا نفسی کا عالم تھا۔ بادشاہ، وزیر، امیر، عالم، شاعر، ادیب مصنف، سوچنے والے اور یہاں تک کہ اللہ کو پہچاننے والے تھوڑا بہت اللہ کو یاد کرنے والے بلکہ بہت کچھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے۔ وہ بھی انسانیت کی طرف سے بے فکر تھے۔ اگر کسی کا کوئی جھونپڑا بھی ٹوٹتا۔ اور کسی کے ایک پیسے کا نقصان ہوتا۔ تو آدمی اسکو برداشت نہیں کرتا تھا۔ لیکن انسانیت کی تذلیل اور اس کی بربادی سب دیکھ رہے تھے اور یہاں تک کہ ایک آنے اور ایک روپے کی جتنی قدر ہوتی ہے۔ اتنی بھی انسانیت کی قدر کسی کے دل میں نہیں تھی۔ کوئی شخص اس خطرناک زندگی سے پریشان نہیں تھا۔ سب اپنے اپنے عیش میں مست اور اپنے اپنے حال میں مگن تھے۔

اگر کوئی بہت ناراض ہوتا اور اس کو ایسی حالت بڑی معلوم ہوتی تو وہ گھر خود ہی چلا جاتا کہیں کسی غار میں کہیں کسی پہاڑ کی چوٹی پر جا کر اپنا ٹھکانہ بنا لیتا اور کہتا کہ ہم ایسی پاپی دنیا میں نہیں رہیں گے۔ دنیا بڑی پاپی، میلی اور گندی ہو گئی ہے یہ دنیا رہنے کے قابل نہیں ہے۔ ہم اس زندگی سے بھاگ جاتے ہیں اور کہیں اور جگہ اپنا بسیرا کر لیتے ہیں۔ ایسے گنہگار شہروں میں اور ایسے ایسے گناہوں میں آلودہ زندگیوں میں رہنا ہم برداشت

نہیں کرسکتے لیکن اس کا بھی کیا نتیجہ تھا۔ جو رد عمل ہوگا خود رو عمل ہوگا۔

اصل مثال تو ایسی ہے کہ کوئی کشتی دریا میں چل رہی ہے اور غلط راستے پر جا رہی ہو آگے طوفان ہو اور صاف نظر آرہا ہو کہ اب یہ کشتی طوفان کی نذر ہو جائے گی اور ڈوب جائے گی اور کشتی والے بالکل غافل ہوں۔ ایک دوسرے سے چھوٹی چھوٹی بات پر لڑ جھگڑ رہے ہوں آستینیں چڑھاتے ہوئے ایک دوسرے کے گریبان پر ہاتھ ڈالے ہوتے کچھ مسافر زبردستی اور خوب دھینگا مشتی کر رہے ہوں کچھ لوگ کشتی میں بیٹھے ہوئے تاش کھیل رہے ہوں، کچھ لوگ کشتی پر بیٹھے گا رہے ہوں بجا رہے ہوں اور کشتی ہر منٹ پر خطرے کے قریب ہو رہی ہو اور جو منٹ بھی گزرتا ہو اور گھڑی بھی گزرتی ہو یہ صاف نظر آرہا ہو کہ اب یہ کشتی ڈوبے گی بچتی نظر نہیں آتی تو کوئی خدا کا بندہ اس کشتی پر بیٹھا ہوا ہو جو سب کچھ دیکھ رہا ہو اور خطرے کو محسوس کر رہا ہو کہ کشتی جس رخ پہ جا رہی ہو اس سے منہ موڑ کر پیٹھ پھیر کر دوسری طرف منہ کرکے بیٹھ جائے، وہ آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور کہے کہ میں نہیں دیکھتا اور مجھ سے کشتی کے مسافروں کی یہ بدتمیزی نہیں دیکھی جاتی اور مجھ سے کشتی کا یہ انجام نہیں دیکھا جاتا میں تو منہ اُدھر کر لیتا ہوں کشتی مشرق کی طرف جا رہی ہو اور اسی طرف طوفان ہو اور وہ آدمی بجائے مشرق کے مغرب کی طرف منہ کرکے بیٹھ جائے اور آنکھ بھی بند کر لے اور سمجھے کہ میں نہیں ڈوبوں گا۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ کشتی جو ڈوبنے والی ہے وہ تو ڈوبے گی ساتھ یہ بھی ڈوبے گا۔ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دی کہ اگر تم برائی سے نہ روکو گے اور نیکی کا حکم نہ دو گے۔ تو تمہاری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک کشتی کے درجے ہوں، نچلا، درمیانہ اور فرسٹ کلاس اس کشتی میں کئی منزلیں ہوں اور سب مسافر ہوں اور اتفاق سے پانی کا انتظام اوپر کی منزل پہ ہو۔ فرسٹ کلاس والوں کا یوں بھی زیادہ خیال کیا جاتا ہے نیچے والے مسافر اوپر آتے ہیں وہاں سے پانی لاتے ہیں۔ جب پانی لاتے ہیں تو اس کا قاعدہ ہے کہ وہ کچھ ٹپکتا ہے۔ گرتا ہے۔ پانی ایسی قابو کی چیز نہیں ہے۔ کتنا ہی آپ احتیاط کیجئے پانی ٹپک پڑتا ہے کسی کا کپڑا بھیگ گیا کوئی آدمی بھیگ گیا۔ تو وہاں سے جب پانی بھرنے جاتے ہیں تو راستے میں پانی گرتا ہے اوپر والوں نے ایک آدھ مرتبہ برداشت کیا پھر نیچے والوں پر ناراض ہونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ بڑی مصیبت ہے روز روز کی مصیبت ہے کہ پانی لینے آجاتے ہیں۔ ضرورت آپ کو پانی کی ہے پریشان ہم ہوتے ہیں۔ اب ہم برداشت نہیں کرسکتے۔ خبردار اوپر پانی لینے کے لئے مت آنا ہم پانی دینے کے روادار نہیں ہیں۔ ہم اب ایک قطرہ پانی بھی کسی کو نہیں دیں گے جبکہ پانی کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا پانی کے بغیر زندگی نہیں اور پانی یہ دیتے نہیں اور کہتے ہیں کہ اوپر تم چڑھو نہیں تو نچلی کلاس والوں نے سوچا نیچے پیندے میں ہم ایک

> اگر تم نے دین کے لئے خلوص
> کے ساتھ کام نہ کیا تو نہ تمہاری
> دکانیں محفوظ رہیں گی اور نہ تمہارے
> کارخانے محفوظ رہیں گے۔

سوراخ کر لیتے ہیں اور وہاں سے ڈول ڈال کر اپنا پانی بھر لیا کریں گے پانی کے بغیر ہم جی نہیں سکتے اب ہم پانی کا یہیں انتظام کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سمجھ دی اوروں کو ہوش آیا تو اوپر والے ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ لیں گے ان کو سوراخ نہیں کرنے دیں گے بلکہ ان کی خوشامد کریں گے اور کہیں گے کہ بھائی تم شوق سے اوپر آؤ اور پانی لو ہم تمہیں نہیں روکتے مگر خدا کے لئے تم نیچے سوراخ نہ کرو اس لئے کہ اگر تم نے نیچے سوراخ کر لیا اور پانی کشتی میں بھرنے لگا تو ساری کشتی ڈوب جائے گی اور اوپر نیچے والے میں سے کوئی نہیں بچے گا دریا کسی کی رعایت نہیں کرے گا کشتی ڈوبے گی تو سب ڈوبیں گے اوپر کے بھی ڈوبیں گے اور نیچے کے بھی ڈوبیں گے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمام دنیا میں فساد پھیلا ہوا تھا اگر کوئی خدا کا نیک بندہ بہت زیادہ اس پر بے چین اور پریشان ہوتا تو وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرتا تھا کہ وہ ڈر کر ناراض ہو کر وہاں سے چلا جاتا اس پاپی اور آلودہ زندگی سے نکل کر پہاڑ کی چوٹی پر کہیں کسی غار کے اندر اپنا ٹھکانا بناتا اور کہتا ہمیں ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے یہ مریں یا تباہ ہوں ہم ان سے دور بھاگتے ہیں اتنی بڑی اللہ کی دنیا اتنی بڑی زمین اور وہاں جو یہ صورت تھی یہ فساد تھا اس سے لڑنے کے لئے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کا دھارا بدلنے کے لئے اس زندگی کا رخ صحیح کرنے کے لئے اور اپنی جان کی بازی لگانے کیلئے کوئی تیار نہ تھا۔ بڑے بڑے نامی گرامی ملک تھے۔ ایران ہندوستان کا ملک تھا اور ساری مہذب دنیا پڑی ہوئی تھی۔ ان میں تعلیم یافتہ لوگ بھی تھے۔ ایران بڑا تعلیم یافتہ بڑا مہذب تھا یہاں کا طبقہ بہت اونچا تھا۔ روم بڑا تعلیم یافتہ بڑا مہذب تھا۔ ہندوستان بڑا تعلیم یافتہ مہذب تھا۔ یہاں کا طبقہ بہت اونچا تھا۔ یہاں علم ریاضی بہت ترقی کر گیا تھا یہاں عقل اور دانائی کے کام کی باتیں بہت تھیں۔ مگر زمانے کے بگاڑ کے خلاف لڑنے کے لئے اس کی کلائی مروڑنے کے لئے اور اس کا رخ صحیح کرنے کے لئے کوئی میدان میں آنے کو تیار نہ تھا۔ بادشاہوں کو اپنے عیش سے فرصت نہ تھی وزیروں کو ملک لوٹنے اور اپنے گھر بھرنے سے فرصت نہ تھی لشکروں کو انسانوں کو قتل کرنے اور دوسروں کو پاؤں کے نیچے روندنے ملکوں کو اجاڑنے اور تاراج کرنے سے فرصت نہیں تھی۔

عالموں، شاعروں کو بادشاہوں کو خوش کرنے سے اور ان کی خوشامد کرنے سے فرصت نہیں تھی۔ مصنفوں کو کتابیں لکھنے اپنے نام زندہ رکھنے کی کوشش کرنے اپنی علمی باتوں کا لطف لینے اور ان میں مست رہنے سے فرصت نہیں تھی۔ صوفیوں کو خدا کے نیک بندوں کو جو کہیں دو چار خال خال پائے جاتے تھے۔ ان کو اللہ کے نام میں جو مزہ آیا اور لذت آئی انہیں اس مزے اور لطف سے فرصت نہیں تھی۔ اب بتلاؤ کہ دنیا میں اس بگاڑ کے خلاف کون لڑتا اور کون انسانیت کی خبر لیتا اور کون زندگی کے چول صحیح جگہ پر بٹھاتا۔ اس کیلئے کوئی نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے ملک میں تشریف لائے

جو ملک علم اور تہذیب میں بہت پیچھے تھا روم اور ایران سے تو لگا کھاتا ہی نہیں تھا ان سے سینکڑوں برس پیچھے تھا جہاں تک تعلیم اور پڑھنے لکھنے کا تعلق تھا۔ تو اس میں پڑھے لکھے آدمی اتنے کم تھے اور گنتی کے تھے کہ ساری قوم کو اللہ تعالیٰ نے خود عربی زبان میں یعنی اس ملک کی زبان میں کہا کہ یہ "ان پڑھ" ہیں **ھو الذی بعث فی الامیین رسولا** جس نے کہ ان پڑھوں میں پیغمبر بھیجا تو "ان پڑھ" اور "ناخواندہ" یہ ان کا قومی لقب تھا۔ مالی حیثیت سے فقیر اور مفلس تھے گوہ کا شکار کر کے کھا جایا کرتے تھے۔ کیڑے مکوڑے کہیں کہیں کھا جایا کرتے تھے اور اگر دوپہر کو کھانا مل گیا تو رات کی خبر نہیں اور رات کو مل گیا تو دوپہر کی خبر نہیں جانوروں کو چراتے تھے اونٹ کے گوشت زیادہ تر اونٹ کے دودھ پر ان کا گزارہ ہوتا تھا اونٹ کے بالوں سے وہ اپنے کمبل اور خیمے بنا لیتے تھے اور ان میں رہتے تھے جہاں سبزہ گھاس ہوتا وہاں جا کر خیمے یا جھونپڑے ڈال دیتے تھے یا یوں ہی پڑ جاتے تھے جو مل جاتا تھا وہ کھا پی لیتے تھے اس کے بعد جب رات ختم ہوئی وہاں سے اٹھے اور خیمہ بدوش قوموں کی طرح دوسری جگہ جا پڑے وہاں سے دانہ پانی ختم ہوا تو اور کوئی جگہ تلاش کر کے چلے گئے اور ان کی مفلسی اور غریبی کا یہ حال تھا کہ قافلوں کو لوٹنا ان کا ذریعہ معاش تھا۔ اور اس ظلم کو دیکھئے کہ بیچارے قافلے جن میں عورتیں بچے اور ضعیف ہوتے تھے حج کرنے یا تجارت کرنے کیلئے شام یا یمن جا رہے ہوتے تھے کسی قبیلے نے ان پر حملہ کیا اور سارا کچھ لوٹ لیا دو چار مہینے مزے اڑاتے موجیں کیں اور اس کے بعد کسی اور قافلے کو تاکا اور لوٹا اس سے اپنا مطلب نکالا یہ ان کی حالات تھی۔ اخلاق کا حال یہ تھا کہ ان کا کوئی اخلاق نہ تھا لڑکیوں کو زندہ درگور (زمین میں دفن) کر دیا کرتے تھے شراب کے رسیا تھے اور ان کو ایسی رغبت تھی کہ ان کی زبان میں شراب کے سینکڑوں نہیں ہزاروں نام تھے۔ اور شراب اتنی عام تھی کہ شراب بیچنے والوں کو تاجر کہا کرتے تھے تاجر کے معنی قدیم عربی میں شراب بیچنے والے کے ہیں شراب کی تجارت ہی اصل تجارت تھی اگر کوئی چیز عام طور پر بکتی تھی تو وہ شراب تھی۔ زناکاری اور بدکاری کا ایسا رواج تھا کہ گھروں پر جھنڈے لگائے جاتے تھے کہ یہ جگہ اڈہ ہے یہاں آدمی آئے اور منہ کالا کرے ان کے اندر نکاح کے علاوہ بھی اولاد پیدا کرنے کے کئی طریقے رائج تھے کہ میں اس وقت خدا کے گھر میں ان کو بیان نہیں کر سکتا قرآن مجید نے اس دور کی تصویر کھینچ دی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اس زمانے کا نام ہی جاہلیت رکھا گیا ہے یعنی تاریک زمانہ، بے خبری و وحشت و جہالت کا زمانہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ہے اُس نے دنیا تماشا دکھانے کے لئے پیدا نہیں کی اس نے اپنی عبادت کے لئے اور منشاء کے مطابق چلنے کے لئے بنائی ہے وہ صاف صاف فرماتا ہے **خلق الموت والحیوٰۃ** یعنی جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سب سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے وہ فرماتا ہے **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** ، میں نے جن اور انسان

اگر تم نے دین کے لئے محنت نہ کی تو یاد رکھو تم اس ملک میں رہ نہیں سکتے ۔

کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں اور میرے منشاء پر چلیں اور میرے حکم کے مطابق زندگی بسر کریں اور فرماتا ہے **افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون** کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کی نظر سے دنیا کبھی بھی اوجھل نہیں ہے نے زمین کے نقشے پر نظر ڈالی تو اس کو دنیا کا یہ نقشہ بہت ناپسند آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا پر نظر ڈالی تو کیا عربی اور کیا عجمی سب سے اس کو نفرت ہوئی اس نے کہا کہ یہ کیا دنیا ہے جو میں نے بنائی ہے دنیا والوں کو بنایا کس کام کے لئے لیکن یہ کچھ اور کام کرنے لگ گئے اب اس کی غیرت جوش میں آئی اس نے دنیا کی اصلاح اور ہدایت کا ارادہ فرمایا تو اس نے ملک عرب میں پیغمبر بھیجا وہ پیغمبر ایسا ہو جس کے ساتھ روح القدس کی طاقت اور آسمانی لشکر ہو۔ اللہ تعالیٰ ویسے تو پیغمبر کے ذریعے ہدایت دیتا ہے مگر دنیا کی ہدایت کے لئے پیغمبر کے کام کو لے کر چلنے والے آدمی بھی چاہئیں۔

اب دنیا کی ہدایت کے لئے اصلی حالت بدلنے کے لئے دنیا میں انقلاب لانے کے لئے اس کا رخ شر سے خیر کی طرف لانے کے لئے کون اٹھتا ہے یہ تھا سوال؟ اس کی ہلاکت و بربادی سے ترقی اور امن و سلامتی کی طرف رخ موڑنے کیلئے کونسی جماعت کونسی قوم اور کونسا ملک سامنے آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایرانی بھی تھے ہندوستانی بھی تھے یونانی بھی تھے رومی بھی تھے۔ اور ساری دنیا پڑی ہوئی تھی مگر اپنی جان جوکھے کیلئے اپنے مال اور اولاد کی بازی لگانے کے لئے دنیا کی کوئی قوم تیار نہ تھی کام بہت مشکل تھا۔

میرے دوستو اور بزرگو! اس زمانے میں دنیا کے نقشے پر نظر ڈالو اس وقت میں دنیا میں بگاڑ اس حد تک انتہا درجہ پہنچ گیا تھا۔ اس کی جڑیں اتنی گہری، انسانیت کے جسم، انسانیت کے دماغ اور اس کے دل کے اندر اس طرح پیوست ہو رہی تھیں کہ اس بگاڑ کو دور کرنے کے لئے معمولی کوششیں کافی نہ تھیں۔ آرام، آرام سے چلنا، تھوڑا تھوڑا وقت لگانا اپنی مصلحتوں اور فائدے کو بچا کر اپنی اولاد اپنے گھر بار کو دیکھنا اور دیکھ کر کے احتیاط سے کام کرنا۔ اس سے انسانیت کی یہ گاڑی دلدل میں پھنس گئی تھی۔ یہ نکلنے والی نہیں تھی۔ جب بگاڑ انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ جب بیماری انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو معمولی کوشش اور معمولی دوا کام نہیں کرتی۔ اس وقت تو جان کی بازی لگا کر جان پر کھیل جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرض کرو تمہارے شہر میں سیلاب آگیا ہے (خدا تمہارے شہر کو محفوظ رکھے) یہ آپ کا رنگون دریا ہے یہ بڑھا اس کا پانی شہر رنگون اور اس کے محلوں میں پھیل گیا یہاں کی عمارتیں ڈوبنے لگیں آدمی ڈوبنے لگے تو اب اس سے کام نہیں چلے گا کہ چھوٹی چھوٹی کشتیاں لاؤ اور اطمینان کے ساتھ لوگوں کو نکالو لوگ اپنے سب کام کرتے رہیں کارخانے والے کارخانے میں جاتے رہیں۔ مدرسے والے مدرسے میں پڑھتے پڑھاتے رہیں سینما کے تماشے بھی ہوتے رہیں لوگ رات بھر میٹھی نیند سوتے

رہیں کھانے کے اوقات میں بھی کوئی فرق واقع نہ ہو [illegible] انسان کی زندگی کا جو ڈھانچہ ہے وہ بالکل اسی طرح سے برقرار رہے۔

تو سیلاب کا مقابلہ اس طرح سے نہیں ہو سکتا اگر خدانخواستہ کسی گاؤں میں آگ لگ گئی ہو اور تیزی سے پھیل رہی ہو تو آرام آرام سے اس کو بجھانا چھوٹی چھوٹی شیشیاں اور چھوٹے چھوٹے پیالے لے کر ان میں پانی ڈالنے کے لئے احتیاط سے نل کھولنا اور پھر آگ پر پانی آرام آرام سے ڈالنا اس سے کام نہیں چلے گا۔ جب آگ سارے گاؤں کو جلا کے خاکستر بنانے کیلئے تیار ہو اور ایسا نظر آ رہا ہو۔ کہ اب چند گھنٹوں میں یہ گاؤں جل کر خاکستر ہو جائیگا اور مویشی آدمی مال اور جان سب کے سب ختم اور جل کر راکھ ہو جائیں گے تو اس وقت کھانا کھانے والے کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس وقت کھیتی کرنے والے کھیت چھوڑ کر چلے آتے ہیں۔ اس وقت دکانوں پر بیٹھنے والے دکانوں کو کھلا چھوڑ کر آگ بجھانے کے لئے کود پڑتے ہیں اس وقت جو ماں اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی ہوتی ہے۔ وہ بچوں کو پٹخ دیتی ہے اور دیوانوں کی طرح دوڑ پڑتی ہے اس وقت بیمار اپنی بیماری کو نہیں دیکھتا اپنے بستر سے کود کر کے دوڑ آتا ہے وہ جانتا ہے کہ اگر یہ آگ ہمارے گھروں تک پہنچ گئی تو میں اس چارپائی پر پڑا پڑا ہی جل کر خاک ہو جاؤں گا۔

اس وقت کا سب سے بڑا قانون اس وقت کا سب سے بڑا اخلاق اور اس وقت کا سب سے بڑا فریضہ یہ ہوتا ہے کہ سارے کام بند کرو اور اس آگ کو بجھاؤ اور اگر یہ آگ تھوڑی دیر اور رہ گئی تو نہ کتب خانے باقی رہیں گے، نہ مدرسے باقی رہیں گے نہ خانقاہیں باقی رہیں گی نہ ہی مسجدیں باقی رہیں گی۔

دوستو! اس وقت دنیا میں بڑے بڑے تاجر تھے بڑے بڑے لکھے تھے۔ بڑے مہذب تھے بڑا علم ان کے پاس تھا بڑی اونچی اونچی دکانیں تھیں۔ ان کے بڑے ترقیافتہ کاروبار تھے۔ تمام دنیا میں ان کی تجارت پھیلی ہوئی تھی اُن کو کام کرنے کا بڑا سلیقہ تھا اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی ذہانت دی تھی کہ ہزاروں میل کے رقبے اور ہزاروں میل کی لمبی چوڑی سلطنتوں کا وہ انتظام کر رہے تھے وہ اگر اس حالت میں دنیا کی حالت بدلنے کے لئے کود پڑتے تو بہت کام کرسکتے تھے مگر وہ اس کے لئے تیار نہیں تھے ان کو ان کی طرز زندگی نے ایسا جکڑ رکھا تھا اور ایسا غلام بنا رکھا تھا کہ وہ گویا اپنے ہی پنجرے میں گرفتار تھے جیسے چڑیا اپنے پنجرے میں گرفتار ہوتی ہے اسی طرح وہ اپنے بنائے ہوئے پنجرے میں اپنے عیش اور تمدن کے پنجرے میں چڑیوں کی طرح بند تھے وہ اندر دبے ہوئے تھے مگر باہر نکلنے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔

اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرب کی اس نیم وحشی [illegible] قوم کو جس کے پاس اخلاق کی کمی تھی جس کے پاس تمدن کی کمی تھی۔ جس کے پاس دولت کی کمی تھی جس کے پاس تنظیم کی کمی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی برکت سے ان کے بہت سے آدمیوں کے دل میں ڈالا کہ یہ وقت ہے نہ اولاد کو دیکھنا چاہیئے نہ گھر بار کو نہ جائیداد کو دیکھنا چاہیئے اور نہ کاروبار کو، نہ اپنی ذاتی ترقی کو نہ آرام کو اس وقت انسانیت صدیوں سے پامال اور اُجڑ رہی تھی صدیوں سے اس کو لوٹا جا رہا تھا اس پر ظلم کیا جا رہا تھا اس وقت دنیا سے ہدایت بالکل گم ہو چکی تھی۔ دلوں اور دماغ کی روشنی بالکل بجھ چکی تھی بہت بڑی بڑی شمعیں جلائی جاتی تھیں بڑی بڑی روشنی گھروں میں کی جاتی تھی مگر دل بالکل تاریک تھا۔ انسان انسان کو کھائے چلا جا رہا تھا۔ جیسے بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی ہے اور طاقتور کمزور کو ہضم کر لیتا ہے۔ بادشاہ تمام دنیا کو لوٹ رہے تھے اور بے چارے غریب کسانوں اور کاشتکاروں کا طبقہ اپنی قسمت پر بیٹھا رو رہا تھا ان کو نان جویں بھی حاصل نہ تھیں جبکہ بادشاہ اور ان کے گھوڑے دودھ میں گویا نہا بلکہ غوطے لگا رہے تھے۔

اور ان جواہر اشرف المخلوقات ہے دانے دانے کو ترس رہا تھا اس کے علاوہ یہ پوری کی پوری نسل اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم دنیا سے چلی جا رہی تھی اور یہ عاقبت سے بالکل بے خبر تھی اور یہ کہ ان دلوں کی مٹی بالکل خراب تھی۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ مرنے کے بعد کیا حال ہو گا۔ انہوں نے مالک کو پہچانا نہ اس کا نام کبھی اپنی زبان سے لیا اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو فکر دی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیا اور کہا کہ ہم حاضر ہیں ہم سے کام لیجئے ہمیں بالکل عذر نہیں ہے اور ہم مڑ کر اپنے گھروں کو نہیں دیکھیں گے اپنی اولاد کو نہیں دیکھیں گے اپنے عیش و آرام کو نہیں دیکھیں گے۔ ان میں جو امیر تھے اپنی عمارت، چھوڑ کر اور جو غریب تھے اپنا جھونپڑا چھوڑ کر اور جو چھوٹے دکاندار تھے اپنی دکانیں چھوڑ کر جو بڑے کارخانہ دار تھے وہ اپنے کارخانے چھوڑ کر اور جو بڑے اعلیٰ درجے کے لباس پہنتے تھے اپنے لباس سے بے پرواہ ہو کر ہر طبقے کے لوگ نکل آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ایک جماعت بنائی۔ جس کا نام اُمت مسلمہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام فرمانبرداروں اور کام کرنے والوں کو لے کر دنیا میں نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے اس بگاڑ کا مقابلہ کیا وہ آگ جو دنیا میں لگی ہوئی تھی، جو ساری انسانیت کو بھسم کرتی جا رہی تھی، اس کو بجھانے کے لئے اپنی چھوٹی سی جماعت کو جھونک دیا اور اللہ تعالیٰ کے وہ بندے بے سوچے سمجھے مخلصانہ انداز میں اس میں کود پڑے انہوں نے کہا کہ ہمیں کوئی پرواہ نہیں اگر ہماری

باقی صفحہ ۳۰ پر

اگر میرے بس میں ہوتا تو میں دو چار سالوں کے لیے تمہاری ساری دکانوں کو تالا لگا دیتا، سارے ملوں اور کارخانوں کو بند کر دیتا اور سارے آدمیوں کو دکانوں، مکانوں اور کارخانوں سے نکال کر ہدایت اور تبلیغ کے کام کے لیے لگا دیتا۔

بزمِ ختم نبوت

وزیر اعظم کے نام ایک خط

بخدمت گرامی قدر عزت مآب جناب محمد خان جونیجو صاحب

وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب عالی! ہم آپ کی عرب امارات (دبئی) تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہیں کہ آپ نے یہاں تشریف لا کر غریب الدیار ہم وطنوں کے مسائل سننے کا موقع فراہم کیا، ملک کے اندر اسلام کی بہتری اور ملکی تعمیر و ترقی کے لیے آپ کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے اگرچہ وہ اصل مقصد کو کما حقہ پورا تو نہیں کرتا لیکن ہم اس کو خیر کی طرف ایک اچھا اقدام قرار دیتے ہوئے خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اسلام کی سربلندی اور ملک کی بہتری اور تعمیر و ترقی کے لیے اللہ کی مدد آپ کے شامل حال رہے۔

جناب عالی! ہم سب سے پہلے جناب کی خدمت میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ یہ گذارش پیش کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں بالعموم اور کراچی میں بالخصوص سانحہ علامہ بنوری ٹاؤن کی شکل میں جو زیادتیاں علماء حق کے ساتھ پچھلے کچھ عرصہ سے ہو رہی ہیں اُن پر ہمارے دل زخمی ہیں اور ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن سے ہم اپنے ان قلبی تاثرات اور جذبات کو سطح قرطاس پر پیش کر سکیں۔

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن میں نہتے طلباء اور ان علماء کرام پر ظلم و تشدد جن کے تقدس و پاکدامنی کا ایک عالم گواہ ہے۔ فوج اور پولیس کی بھاری جمعیت سے محاصرہ کرنا بہمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف زدہ کرنا اور مسجد جیسے مقدس مقام پر شیلنگ کرنا اور اس کی حرمت کو پامال کرنا اور بے گناہ افراد کو گرفتار کرنا اور مظلوم علماء کرام پر قتل اور اقدام قتل جیسے سنگین جھوٹے الزامات لگا کر ان کو پابند طوق و سلاسل کرنا وہ امور ہیں جنہوں نے عالم اسلام کے کروڑوں مسلمانوں کو رنجیدہ اور دکھ زدہ کیا ہے۔ اسلام کی نام لیوا موجودہ حکومت کے دور میں ایسے امور کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

لہٰذا ہماری جناب والا سے مؤدبانہ، پرزور اور انتہائی دردمندانہ اپیل و گذارش ہے کہ سانحہ علامہ بنوری ٹاؤن کی انصاف کے تقاضوں کے مطابق تحقیق کرا کر مسجد کی بے حرمتی، طلباء اور علماء کرام پر زیادتی کرنے والوں اور سنی نوجوان محمد جمیل کے خون ناحق گرانے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور مسجد و جامعہ کے نقصانات کی تلافی کی جائے علماء حق سے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات واپس لے کر اُن کو فوراً رہا کیا جائے۔

مولانا حق نواز جھنگوی جن کو ناحق طور پر گرفتار کر کے جیل میں ڈالا گیا ہے کی مظلومیت پر ہمیں سخت رنج اور افسوس ہے۔

اس لیے ہماری جناب سے پرزور گذارش ہے کہ ان کے خلاف جھوٹے الزامات اور مقدمات واپس لے کر ان کی فوری رہائی عمل میں لائی جائے۔ تاکہ حق و انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور ہم عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مرتکب قرار نہ پائیں۔

اس حقیقت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ پاکستان کا وجود اسلام کا رہین منت ہے۔ دو قومی نظریہ کا حاصل تو یہی تھا کہ اسلامیان ہند کو ایک ایسی علیحدہ اور مستقل مملکت کی ضرورت ہے جہاں اسلام اور صرف اسلام کا راج ہو اور "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ۔ نہیں تو گوری ٹوپی لگا لی کھا" جیسے نعروں کی صدائے بازگشت تو آج تک سنائی دے رہی ہے پھر پاکستان بننے کے بعد یوں تو زبانی کلامی اسلام کا نام ہر حکومت لیتی رہی لیکن موجودہ حکومت نے تو بطور خاص اس میں نام حاصل کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ صدر مملکت نے جو ریفرنڈم کرایا اور جیتا بھی وہ اسلام ہی کے نام پر تھا۔ اور اسلام کے نام پر ملک کو قائم کرنے والی مسلم لیگ پہلے کی طرح آج بھی برسر اقتدار ہے۔ مگر اسلامی نظام بے چارہ کما حقہ نہ تو ایوان حکومت میں اور نہ اس کے ذریعہ ملک میں آیا۔

اور طرفہ تر یہ کہ شریعت بل جو کہ تقریباً عرصہ دو سال سے حکومت کے سامنے پیش کیا گیا اس کو آج تک منظور نہیں کیا گیا بلکہ مختلف کمیٹیوں کے حوالے کر کے اس کو سبوتاژ اور سرد خانے میں ڈالنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ اس کو ثقہ علماء نے پیش کیا ہے۔ اس کی کسی شق کے بارے میں آج تک کسی جانب سے بھی یہ ثبوت پیش نہیں کیا جا سکا کہ وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ اور جسے اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اپنی صوابدید کے مطابق بعض ترامیم کر کے اسے منظور کرنے کے لیے حکومت کو پیش کر دیا۔ جس میں ہر فرقہ کے نمائندے موجود ہیں۔ مگر اس کے باوجود آج تک اس بل کو منظور نہ کرنا اور لیت و لعل سے کام لے کر اس کو تاخیر و التواء میں ڈالنا انتہائی تعجب انگیز بھی ہے اور افسوسناک بھی۔ اور خاص کر ایسی حکومت سے بھی جو دن رات اسلام کا نام لیتی ہے۔

لہٰذا ہماری جناب والا سے پرزور گذارش ہے کہ شریعت بل کو فوری طور پر منظور کر کے نافذ کیا جائے تاکہ ایک طرف اس عہد کا ایفاء ہو سکے جو ہم نے پاکستان بناتے وقت اللہ اور اس کے بندوں سے کیا تھا اور دوسری طرف ان کروڑوں فرزندان اسلام کی دلی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہو سکے جو اسلام کے لیے آج بھی ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔

ملک میں حکمران طبقہ کا مدلل کچھ ہی کیوں نہ رہا ہو ہمیں اپنا

وطن بہر حال عزیز ہے۔ اس کی سلامتی ہمیں محبوب ہے، اسکو اسلام کا گہوارہ بنانا ہمارا نصب العین ہے اور ہمارا مشن ہے۔ اسکی طرف اٹھنے والی ہر بری آنکھ پھوڑ دینے کے لائق اور اس کی سلامتی اور استحکام کے خلاف اٹھنے والا ہر ہاتھ توڑ دینے کے قابل ہے۔ اندریں صورت ہمیں اندرون ملک اسلام اور پاکستان کے خلاف لگائے جانے والے ان نعروں اور بیانات سے سخت تشویش ہے جو برملا اور علانیہ لگائے جا رہے ہیں۔ مگر ارباب حل وعقد ٹس سے مس ہوتے نظر نہیں آ رہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کے پس پردہ کیا عوامل اور محرکات کار فرما ہیں؟

لہٰذا ہماری گذارش ہے کہ ایسے پوشیدہ حقائق کو منظر عام پر لایا جائے اور اسلام اور ملک دشمنی کا پرچار کرنے والی ایسی زبانوں کو لگام دی جائے اور ان کو اس جرم کی قرار واقعی سزا دی جائے۔

ملک میں آئے دن کے ہنگامے۔ فسادات، قتل، ڈاکے، غنڈہ گردی، رشوت ستانی اور بموں کے دھماکے، ہم بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کے لیے سخت اضطراب و تشویش کا باعث ہیں۔ لہٰذا ہماری جناب سے بھرپور اپیل و گذارش ہے کہ ملک کی سلامتی اور اہل وطن کے جان و مال کے تحفظ کے لئے اس بارہ میں انسداد کی فوری اور موثر کاروائی کی جائے۔

عظیم صدیقی ——— لاہور

ہفت روزہ ختم نبوت سے میرے دوست منہاج الدین صاحب نے مجھے متعارف کرایا۔ اب میں اس کا مستقل قاری بن چکا ہوں۔ ختم نبوت جہاں قلوب کو دین مبین کی روشنی سے منور کر رہا ہے وہیں یہ ایک ایسا اٹیم بم بھی ہے کہ جس کے خوف سے مرزائی قصر قصر کانپتے ہیں اور ان کی راتوں کی نیندیں اڑ چکی ہیں۔ آپ حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ جرات اور دلیری سے فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کر کے اسے پسپائی پر مجبور کر رہے ہیں، درحقیقت یہ آپ جیسے شمع نبوت کے پروانوں کے عزم کا ہی نتیجہ ہے کہ مرزا طاہر کذاب، پاکستان سے بھاگ کر اپنے آقاؤں کے پاس پناہ لینے کا مجبور ہو گیا۔ یعنی۔

؎ پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

بشیر احمد نظامی ——— بہاولپور

ختم نبوت کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں، کافی معلوماتی چیزیں مل جاتی ہیں جو ایمان میں تازگی اور پختگی کا باعث بنتی ہیں — خصوصاً مرزائیت کے خلاف آپ کا جہاد۔ مرزائیت کی حقیقت کھل کر سامنے آ چکی ہے۔ انشاءاللہ بہت جلد یہ فتنہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ میں نے پیشتر ازیں بھی آپ کو خط لکھا تھا، جس میں مرزائیوں ہی کے نہیں بلکہ اقلیت کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کا رنگ جدا ہونے کی تجویز پیش کی تھی۔ اقلیتوں کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کا رنگ اقلیت کو مسلمانوں میں نہیں گھسنے دے گا۔ آپ کا یہ مطالبہ بھی بجا ہے کہ مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے فارغ کر دینا چاہیئے۔ اس بارے میں عرض کروں گا کہ جب میرے محترم مکرم خان محمد اکبر خان صاحب نے سال ۱۹۳۵ء میں مرزائیوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا تھا تو فیصلہ کے بعد نواب صاحب مرحوم و مغفور نے ریاست بہاولپور کے اندر جس قدر مرزائی ملازم تھے ان کو ملازمت سے فارغ کر دیا تھا۔ چونکہ وہ کافر قرار دیئے جا چکے تھے، اس لیے ایک اسلامی ریاست اور مسلمان فرمانروا نے اقلیت کو محدود دائرہ میں رکھنا مناسب سمجھا۔ بہاولپور شہر کے شعبہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے تین آدمیوں کے نام اب بھی مجھے یاد ہیں، پروفیسر عبدالقادر، ماسٹر امداد اللہ اور ماسٹر سیف اللہ فاسدی۔ ایک اسلامی ریاست کے حکمران نے تو مرزائیوں کی اپنے ملک سے بیخ کنی کر دی۔ مگر

پاکستان کے سربراہ ایسا کرنے سے گھبرا رہے ہیں۔ ریاست بہاولپور کے ایک جج کے فیصلہ نے عالم اسلام میں تہلکہ مچا دیا۔ اور سال ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان نے اس فیصلہ کی توثیق کر دی۔ مرزائیت کے اس فتنہ کو مسلسل جد وجہد اور عوام کی آواز ہی ختم کر سکتی ہے۔ عوام کی آواز ہی حکومت کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ مرزائیت کے دائرے کو محدود کر دے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے تیزاں کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور لوگ تیزاں فیکٹری کا بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ یہ بہت اچھا اقدام ہے۔

حافظ عبدالواحد۔ گورنمنٹ ہائی اسکول، خانپور

میں ایک اسکول کا طالب علم ہوں، میرے اسکول میں قادیانی پڑھتے ہیں اور مذکورہ طالب علم اپنے اساتذہ میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے تھے اور قرآنی آیات کا غلط ترجمہ کرتے تھے۔ جب سے میں ختم نبوۃ کا خریدار بنا اور اسکول میں اساتذہ کو پڑھنے کے لیے دینا شروع کیا مرزائیوں نے اپنی تبلیغ بند کر دی۔

اس رسالے میں اچھے اچھے مضامین ہوتے ہیں، خصوصاً سیرت النبیؐ پر جو مضامین چھپتے ہیں۔ میں بچوں کو لکھوایا کرتا ہوں۔ ہم تمام طلباء آپ کو بے حد مبارکباد دیتے ہیں۔

میں شوق سے پڑھتی ہوں

ساجدہ شاہین نجمی بہاولاآباد

میں دوسری جماعت کی طالبہ ہوں، کچھ عرصے سے رسالہ ختم نبوۃ بہت شوق سے پڑھتی ہوں، رسالہ پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے ہر ہفتے ختم نبوت کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ اس رسالہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے اس کے پڑھنے سے بے شمار معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ جب سے یہ رسالہ پڑھنا شروع کیا ہے قادیانیت سے سخت نفرت ہو گئی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس رسالہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

صوفہ سیٹ • کار • ٹریکٹر • موٹر سائیکل کی معیاری پوشش کیلئے
العتیق پوشش ہاؤس
پروپرائٹر: محمد خلیق چوہان
بالمقابل نیو خان ٹرانسپورٹ کمپنی کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ

مرتب: سہیل باجوہ

نونہالانِ ختم نبوت

ننھے بچے، بچیوں اور طلبا وطالبات کا صفحہ

سخاوت کا مفہوم اور فضیلت

وقار ظہور اعوان ——— مانسہرہ

سخاوت کے معنی ہیں کہ کوئی شخص اللہ کی رضا اور قربت حاصل کرنے کے لئے ضرورت مندوں کی جس طرح بھی ممکن ہو، مدد کرے۔ بدلے کی خواہش نہ رکھتا ہو اور نہ دکھاوے کا خیال ہو۔ ہمارے بہت سے بزرگوں کی سخاوت کے حالات بھی مشہور ہیں۔ اس سلسلے میں اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کا نام سب سے پہلے آتا ہے آپ عرب کی سب سے زیادہ مالدار خاتون تھیں۔ لیکن آپؓ کی ساری دولت اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی بھلائی میں خرچ ہوئی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی کثیر رقم حضورؐ کی خدمت میں پیش کی اور اسلام کی عظمت کے لئے خرچ کی حضرت عثمان غنیؓ کی سخاوت اور فیاضی تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے آپؓ نے اپنی دولت کو اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور بہبود کے لئے جی کھول کر خرچ کیا۔ حضرت علی مرتضیٰؓ محنت مزدوری کرکے جو کچھ کماتے تھے۔ اس کا بڑا حصہ غریبوں، محتاجوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد میں خرچ کر دیتے تھے۔

علم کی اہمیت

محمد عبداللہ حجازی ——— ظاہر پیر

• مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ اپنی طالب علمی کے دور کا ایک واقعہ اکثر اپنی تقاریر اور خطاب میں بیان فرمایا کرتے جس سے علم کی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے فرماتے تھے کہ حصول تعلیم کے دوران مدرسہ کی طرف سے جو دال ملا کرتی تھی۔ وہ صرف اُبلا ہوا پانی ہوا کرتا تھا جس میں دال کے ایک دو دانے تیرتے ہوئے نظر آتے تھے اس لئے ہم دوران

پر لکھتے تھے کہ "کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمیں جو دال مدرسے سے ملتی ہے آیا اس کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟"

تو ایک بار دوران سبق استاد محترم نے ڈانٹ کر فرمایا کہ تم کھاتے ہو اور بعد میں لکھتے ہو۔ میں نے ہمت کرکے پوچھا کہ حضرت ہم تو یہ اُبلا ہوا پانی بطور سالن کھا کر تنگ آ گئے ہیں اسی سے یہ عبارت لکھتے ہیں! مگر یہ فرمائیے کہ آپ کو دوران تعلیم کھانے کے لئے کیا ملتا تھا؟

تو استاد محترم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ بیٹا ہم کو مدرسہ کی طرف سے کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تھا ہم بازار جاتے لوگ مولیاں خرید کر کے جو ان کے پتے پھینک دیتے وہی جمع کر کے لے آتے پھر مولیوں کے پتوں کو محفوظ کر کے رکھ دیتے تھے۔ وہی مولیوں کے پتے کھاتے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اپنے اُستاد محترم سے یہ سن کر مجھے بہت افسوس ہوا کہ کاش ہم یہ حرکت نہ کرتے۔ مگر آج ہزاروں نعمتیں کھانے کے باوجود بھی طالب علم کی کیا حالت ہے۔

بے کار ہے وہ

- بے کار ہے وہ ماں جس میں ممتا نہیں۔
- بے کار ہے وہ باپ جس میں شفقت نہیں۔
- بے کار ہے وہ گھر جس میں اتفاق نہیں۔
- بے کار ہے وہ ملک جس میں امن نہیں۔
- بے کار ہے وہ عدالت جس میں انصاف نہیں۔
- بے کار ہے وہ رات جس میں عبادت نہیں۔
- بے کار ہے وہ پردہ جس میں حیا نہیں۔
- بے کار ہے وہ ہاتھ جس میں سخا نہیں۔
- بے کار ہے وہ انسان جس میں ہنر نہیں۔
- بے کار ہے وہ دل جس میں تڑپ نہیں۔
- بے کار ہے وہ آنکھ جس میں اشک نہیں۔
- بے کار ہے وہ دوست جس میں وفا نہیں۔
- بے کار ہے وہ جگر جس میں برداشت نہیں
- بے کار ہے وہ اولاد جس میں فرمانبرداری نہیں۔
- بے کار ہے وہ تجارت جس میں ایمانداری نہیں۔
- بے کار ہے وہ انتظار جس میں صبر نہیں۔
- بے کار ہے وہ بھائی جس میں غیرت نہیں۔

مرسلہ: اقبال النساء میر شکیاری

فتح خیبر

رخسانہ انجم ——— مانسہرہ

خیبر کے پانچ قلعے صحابہ کرامؓ نے بہت جلد فتح کرلئے لیکن چھٹا قلعہ قموص ایک نامی گرامی پہلوان کا مرکز تھا۔ جو مرحب کہلاتا تھا۔ جب بیس دن تک مسلمان اس قلعہ کو نہ جیت سکے تو ایک دن حضور پاکؐ نے فرمایا کل میں ایک خاص علم اُس شخص کو دوں گا۔ جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا آپؐ کا یہ ارشاد سن کر ہر صحابی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ یہ سعادت اُسے نصیب ہو۔ یہ رات نہایت اُمیدوں اور انتظار کی رات تھی۔ سب نے یہ رات بے قراری میں گزاری کہ دیکھئے یہ عزت صبح کسے نصیب ہوتی ہے۔ سویرے مسلمانوں نے یہ آواز سنی علیؓ کہاں ہیں؟ رسول مقبولؐ کی آواز سنتے ہی حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حضورؐ

پاک نے حضرت علیؓ کو علم عنایت فرمایا اور فتح کی دعا کی اور نصیحت فرمائی کہ یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا۔ حضرت علیؓ قلعے کے قریب پہنچے تو مرحب آپ کے مقابلے میں آیا آپؓ نے اُسے اسلام کی دعوت دی اُس نے جواب میں رجز پڑھے خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ امیر ہوں۔ تجربہ کار ہوں حضرت علیؓ نے جواب میں کہا میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔ حضرت علی نے اِس زور سے تلوار ماری جو مرحب کو کاٹتی ہوئی اُس کے دانتوں تک اُتر گئی۔ قلعے کے فتح ہونے کے بعد خیبر کا پورا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اور مسلمانوں کا لشکر فاتح و منصور ہو کر آنحضرت کے ساتھ مدینہ منورہ لوٹ آیا۔

ذرا سوچئے!

شیخ عمید شیخ ہارون الرشید مانسہرہ کراچی

ہفت روزہ ختم نبوت دن بدن نکھر رہا ہے اللہ کرے یہ روزنامہ بن جائے۔ اللہ اس کو بہت ترقی دے میرا کام کے سلسلے میں ریگل صدر کے پاس جو میگزین لائن ہے گزر ہوتا ہے وہاں پر مرزائیوں کا لعنت خانہ ہے اُس کے باہر ایک بورڈ لگا ہے جس پر چار جگہ پر کلمہ طیبہ کے سٹکر لگے ہوئے ہیں۔ جن کو دیکھ کر میرا خون کھول اُٹھتا ہے یہ سراسر صدارتی آرڈیننس کی توہین ہے۔ حکومت وقت کو اپنے پانچ نکات کی فکر ہے کلمے کی کوئی فکر نہیں ہے ہم مسلمان کے ایمان کے ساتھ کھلا مذاق ہو رہا ہے۔

میری کراچی کے غیور نوجوانوں سے التماس ہے کہ خدا کے رسول اکرمؐ کی اِس امانت میں خیانت نہ ہونے دیں آپ کراچی کے نوجوان ہر قسم کی سرگرمیوں میں پیش پیش ہیں ذرا اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت بھی دیں حکومت وقت سے بھی گذارش ہے کہ عوام کے ساتھ مذاق چل رہا ہے کم از کم جو قانون بناتے ہو اس کے ساتھ تو مذاق نہ کرو کچھ غیرت دکھاؤ۔ اسلام کا نام لیتے ہوئے آپ لوگوں کی زبان نہیں

سکتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اُس کا ایمان نہیں۔ جس کو مجھ سے اپنے مال، والدین بیوی بچوں سے زیادہ محبت نہیں۔ ہم ذرا اپنے گریبان میں جھانکیں کیا ہم مسلمان ہیں۔ ذرا سوچئے۔

تصویر بنانا

محمد ناہید کلاس ششم۔ غازی کوٹ مانسہرہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا۔ اِس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جان بنا دی جائے گی جو اس کو دوزخ میں عذاب دے گی۔ اِس روایت کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر تجھے بنانی ہی ہو تو درخت اور بے روح چیز کی تصویر بنا لے

چار دوست

محمد زبیر اسٹیل ٹاؤن کراچی

کسی شہر میں چار دوست رہتے تھے۔ ایک دوسرے کے کام آنے والے نہایت مخلص اور مخلص تھے جب ان میں سے ایک دوست مرنے لگا تو اس نے باقی دوستوں سے پوچھا۔ کہ اس وقت کون میرے کام آئے گا؟ پہلے دوست نے کہا! میں دنیا میں کام آ سکتا ہوں" دوسرے نے کہا،" میں تمہارے مرنے کے بعد کفن دفن کا انتظام کر دوں گا۔

تیسرے دوست نے کہا،" میں تمہارے ساتھ قبر میں اُتروں گا۔ جب فرشتے قبر میں تمہیں حساب کے لئے اُٹھائیں گے۔ تب میں ہی تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

کیا آپ جانتے ہیں یہ دوست کون تھے؟

مال، اقبال، اعمال، ..

اقوالِ زریں

عابدہ تبسم ہارون آباد

۱۔ کلام میں نرمی اختیار کرو، لہجے کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔

۲۔ تلوار کا وار جسم کو زخمی کرتا ہے۔ اور بری بات روح کو گھائل کرتی ہے۔

۳۔ آہستہ بولنا، نیچی نگاہ رکھنا اور میانہ چال سے چلنا ایمان کی نشانی ہے۔

۴۔ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہمنشیں ہیں۔

۵۔ نیکیوں کی صحبت کار نیک سے بہتر اور بروں کی صحبت کار بد سے بدتر ہے۔

۶۔ بری صحبت سے تنہائی اور تنہائی سے علماء کی صحبت بدرجہا بہتر ہے۔

نیکی کیا ہے؟

حافظ عبدالمالک

(۱) ہر کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر شروع کرنا نیکی ہے (۲) سچ بولنا نیکی ہے (۳) علم حاصل کرنا نیکی ہے (۴) بڑوں کو سلام کرنا نیکی ہے (۵) ماں باپ کا ادب کرنا نیکی ہے (۶) نماز پڑھنا اور روزے رکھنا نیکی ہے (۷) استاد کا حکم ماننا نیکی ہے۔ (۸) غریبوں کی مدد کرنا نیکی ہے (۹) ہمسایوں کا خیال رکھنا نیکی ہے (۱۰) صاف ستھرا رہنا نیکی ہے۔

معلوماتِ خانہ کعبہ

ریاض احمد رضا ٹانک

۱۔ خانہ کعبہ کی بلندی ۴۹ ۱/۲ فٹ ہے۔

۲۔ خانہ کعبہ کی لمبائی ۳۳ فٹ اور ۹ انچ ہے۔

۳۔ خانہ کعبہ کی مشرقی دیوار کی لمبائی ۳۸ فٹ ۸ انچ ہے۔

۴۔ خانہ کعبہ کی مغربی دیوار کی لمبائی ۳۳ فٹ اور ۶ ۱/۲ انچ ہے۔

اخبار ختم نبوت

اسٹیل ٹاؤن کراچی شاخ کے انتخابات

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی اعلقہ اسٹیل ٹاؤن کا ایک انتخابی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا سید حافظ صادق شاہ خطیب اعلیٰ المصطفےٰ جامع مسجد اسٹیل میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا عالمی مجلس اسٹیل ٹاؤن کے نشرواشاعت کے سیکرٹری نے کہا کہ اسٹیل ٹاؤن میں جماعت کے قیام کو دو سال کا عرصہ گزر گیا۔ الحمدللہ یہاں ختم نبوت کا بے پناہ کام ہوا۔ اس لئے آپ حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں۔

حضرت مولانا سید حافظ محمد صادق شاہ صاحب نے ختم نبوت کے موضوع پر مفصل بیان کیا جس میں شاہ صاحب نے سامعین سے فرمایا کہ آپ زیادہ سے زیادہ مجلس کی رکنیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لئے آپ کو وقف کر دیں۔ تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے سامنے سرخرو ہوں اس پر شاہ صاحب نے اکابرین کے چند ایک واقعات پیش کئے جس پر سامعین نے بڑے شوق اور محبت کا اظہار کیا اس کے بعد حاضرین نے متفقہ طور پر جناب سید حافظ محمد صادق شاہ صاحب خطیب اعلیٰ المصطفےٰ جامع مسجد اسٹیل ٹاؤن کو سرپرست اعلیٰ و امیر حضرت مولانا عبدالخالق صاحب خطیب اعلیٰ جامع مسجد ہیڈ آفس اسٹیل ٹاؤن کو نائب سرپرست اعلیٰ اور نائب امیر، جناب نیاز اکبر صاحب کو جنرل سیکرٹری جناب عبدالرؤف سومرو صاحب کو سیکرٹری نشرواشاعت اکبر علی خان صاحب کو خازن اور جناب قاری فصیح اللہ کو جوائنٹ سیکرٹری منتخب کیا اس کے علاوہ بہت دوستوں نے اس موقع پر رکنیت فارم جمع کئے اور عہدیداران اور درکروں نے عہد کیا کہ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دیں گے۔

مولانا اللہ بخش خطیب شادن لنڈ انتقال فرما گئے

قصبہ شادن لنڈ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان کی ممتاز مذہبی و سیاسی شخصیت استاذ العلماء حضرت مولانا محمد بخش بزدار تحفظ ختم نبوت خطیب مدنی مسجد شادن لنڈ جن کے ہاتھ پر حال ہی میں ۳۰ سال قادیانیوں نے اسلام قبول کیا اس دنیا فانی سے دار آخرت کو روانہ ہو چکے ہیں حضرت مولانا محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ قصبہ لستی بزدار تحصیل تونسہ شریف کے رہنے والے تھے حضرت شیخ الحدیث مولانا خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اس قصبہ میں آکر حضرت مولانا نے تقریباً چالیس سال تک دینی و مذہبی سیاسی خدمات سرانجام دیں مرحوم ایک بے باک نڈر اور انتہائی سادہ انسان تھے۔ وہ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے دار آخرت کو روانہ ہوگئے احباب سے دعائے مغفرت کی اپیل کی ہے اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس عطا فرمائے آمین۔

کہروڑ پکا میں ختم نبوت کانفرنس

گزشتہ جمعۃ المبارک کو بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دھنوٹ کے زیر اہتمام مدرسہ حفظ القرآن کہروڑ پکا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس سے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاعبادی، حضرت مولانا محمد حسین صاحب وہاڑی، حضرت مولانا غلام علی صاحب اور قاضی عبدالمالک فاروقی نے خطاب کیا۔ مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئیں

گزشتہ جمعہ صدیق آباد (ربوہ) میں اہل اسلام کی جامع مسجد کے امام حضرت مولانا حافظ محمد یوسف پر قادیانی کمانڈروز نے قاتلانہ حملہ کیا ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی کمانڈروز کو کیفرکردار تک پہنچانے کے لئے کیس سپیشل عدالت کے سپرد کیا جائے۔

سیال کوٹ میں گزشتہ ہفتہ مبشر احمد نامی قادیانی نے اپنی والدہ کی مدد سے فیاض میر کے دو لڑکوں کو شہید کر دیا دونوں شہدا کا تعلق تنظیم سنی فورس سے تھا۔ اجلاس یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیس خصوصی عدالت کے سپرد کر دیا جائے اور قاتلوں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

اجلاس صدر مملکت اور وزیر اعظم پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے مولانا اسلم قریشی کیس کا مسئلہ حل کریں اور قادیانی قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرتناک سزائیں دیں۔

ساہیوال اور سکھر کیس کے قاتلوں کو سنائی گئیں سزائے موت پر فوری طور پر عملدرآمد کرایا جائے

مولانا حق نواز جھنگوی کو فی الفور رہا کیا جائے۔

یہ اجتماع مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی عبادت گاہ سے جو کہ لودھراں میں واقع ہے فوری طور پر کلمہ طیبہ مٹایا جائے۔

مبلغین ختم نبوت کے سندھ میں دورے

ٹنڈو غلام علی۔ گزشتہ دنوں کو مولانا حفیظ الرحمن، مولانا محمد اقبال، مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی دورہ پر ٹنڈو غلام علی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لائے اور علاقائی مساجد میں تقاریر کیں لوگوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا اور دوسرے روز دونوں حضرات اور نامہ نگار ہفت روزہ ختم نبوت ٹنڈو غلام علی محمد شریف سہتو نے جیسٹر، کراچی ہوٹل اور سنجر جاگیر کا تفصیلی دورہ کیا لوگوں کو قادیانیوں کے فراڈ سے آگاہ کیا اور لٹریچر ختم نبوت لوگوں میں تقسیم کیا۔

قادیانی سامراجی ایجنٹ ہیں

بہاولنگر (نمائندہ خصوصی) ختم نبوت یوتھ فورس ضلع بہاولنگر کے ضلعی ناظم اعلیٰ صوفی حفیظ اختر شاکر نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ قادیانی سامراجی قوتوں کے ایجنٹ اور اسلام کے بدترین

اسلام آباد میں

ہفت روزہ ختم نبوۃ

حافظ حسین احمد

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مکان نمبر B 159 - سیکٹر نمبر G-6/1 - فون نمبر 829166 سے حاصل کریں۔

پرچہ گھر پر پہنچانے کا معقول انتظام ہے

دشمن ہیں قادیانیوں نے آج تک پاکستان، آئین پاکستان اور صداقت آرڈی ننس کو تسلیم نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلامی شعائر استعمال کر کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا کرتے ہیں۔ صوفی حفیظ اختر شاکر نے مزید کہا کہ جب تک قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر مکمل پابندی اور ان کی جماعت خدام الاحمدیہ کو غیر قانونی قرار نہیں دیا جاتا اس وقت تک پاکستان میں نظام اسلام رائج اور نافذ نہیں ہوتا۔

مرزائیوں کو کافر کہنا کفر کی بھی توہین ہے

شمالی علاقہ گلگت کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا گل شیر فاضل دیوبند کا خطاب

نوشہرہ (رپورٹ نمائندہ ختم نبوت) شمالی علاقہ گلگت کے بزرگ اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا گل شیر خان صاحب دسمبر کے دوسرے عشرے میں ضلع مانسہرہ میں جمعیت تعلیم القرآن کراچی شاخ لاہور کے قائم کردہ مدارس قرآنیہ کے دورہ پر تشریف لائے تو نوشہرہ کے مدرسہ میں دوران قیام نے خصوصی اور عمومی مجالس میں خطاب فرمایا۔ آپ نے شمالی علاقوں کی صورت حال پر یوں اظہار فرمایا۔ ان علاقوں میں دین اسلام کی نشر و اشاعت مسلمانوں کی مالی اخلاقی روحانی حوصلہ افزائی کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ اسماعیلی اپنے ذریعے سرمایہ کی بنیاد پر مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہیں۔ اسی طرح کیمونسٹ بھی اپنے گماشتوں کے ذریعہ دہریت کو پھیلانے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم ان علاقوں کے مسلمانوں کو قرآنی تعلیم سے روشناس کرانے کا عزم کئے ہوئے ہیں جگہ جگہ مدارس قرآنیہ کا اجراء کر رہے ہیں جس کا ہمارے ساتھ اس سلسلہ میں صدیق ٹرسٹ کراچی جمعیت تعلیم القرآن شاخ لاہور تعاون کر رہے ہیں۔ ہم ان علاقوں کے غریب مگر غیور مسلمانوں کو قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ مساجد وغیرہ بھی تعمیر کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح مدرسوں میں ان کو کتب سو سیٹر وغیرہ بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔ مرزائیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گلگت میں چند افراد موجود ہیں۔ مگر ہم نے ان کا پول وہاں کھول دیا ہے۔ اب وہ وہاں مردار کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ نے کہا مرزائیوں کو کافر کہنا کفر کی بھی توہین ہے یہ مرتد و زندیق ہیں۔ آپ نے کہا گلگت میں ان کے خلاف تقاریر کا سلسلہ جاری ہے۔ مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب بھی گلگت کا دورہ کر چکے ہیں۔ آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اس شجر خبیث کو کاٹنے کا سہرا انہی حضرات کے سر ہے۔ اب مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کا سوشل بائیکاٹ کر کے ان کی جڑوں کو ختم کر دیں۔

بہاولپور سے ایک دوست کا مکتوب

بشیر احمد نظامی

رسالہ ختم نبوت میں نے حال ہی میں جاری کرایا ہے اور میں بڑی توجہ سے اس کا مطالعہ کرتا ہوں کیونکہ رسالہ مذکور میں بہت سے دینی مسائل قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کیے جاتے ہیں اور خصوصاً مرزائیوں کے خلاف ختم نبوت کا محاذ قابل ستائش ہے۔

مرزائیوں کے خلاف آپ نے جو آواز اٹھائی ہے۔ یہ کفر کے خلاف اسلام کا جہاد ہے افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہمارے ارباب اقتدار اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ حکومت سال ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دے کر ذوالفقار مرحوم نے فیصلہ ۵ ستمبر کی توثیق کر چکی ہے کہ مرزائی فرقہ کافر اور خارج از اسلام ہے لیکن سال ۱۹۷۴ء کا اعلان صرف اعلان ہی رہا۔ اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ حکومت کی مشینری فوراً حرکت میں آجاتی۔ مرزائیوں کی تعمیر کردہ عبادت گاہیں گرا دی جاتیں۔ یا ربوہ کو کھلا شہر قرار دے کر مسلمانوں کو وہاں آباد کیا جاتا اور عبادت گاہیں مسلمانوں کی تحویل میں دے دی جاتیں مرزائیوں کو اسلامی شعائر اپنانے سے روکا جاتا۔ اسلامی نام لگانے پر پابندی لگائی جاتی۔ مسلمان کے ساتھ مرزائیوں کا تعلق دیگر اقلیتی فرقوں کی طرح ہوتا۔ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر قانونی گرفت میں آجاتے۔ ختم نبوت کے منکرین کے ساتھ مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا جاتا۔ اب فوری طور پر مرزائیوں کے خلاف ٹھوس اقدام کی ضرورت ہے۔ ان کی تخریب کاریوں اور باطل دعوی مسلمانی کو قومی اسمبلی میں پیش کر کے صرف مرزائیوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ تمام اقلیتی فرقوں کے متعلق بل منظور کیا جائے۔

۱۔ اقلیتی فرقہ کے شناختی کارڈ کا رنگ مختلف ہونا چاہیئے۔ جو ان کو اقلیت ظاہر کر سکے۔

۲۔ اقلیتی فرقہ کے پاسپورٹ کا رنگ بھی جدا ہونا چاہیئے۔ تاکہ پاسپورٹ اور شناخت سے غیر مسلم ثابت ہو سکیں بلکہ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کا ایک ہی رنگ ہونا چاہیئے۔

۳۔ مرزائیوں کو ہدایت خصوصی جاری کی جائے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ مرزائی کا لفظ ضرور لکھیں اور اسلامی نام لکھنے سے سختی سے منع کیا جائے۔ بلکہ اسلامی نام رکھنے والا مرزائی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے تفسیر قرآن پاک کا آخری درس دیا

کراچی: دنیائے اسلام کے ممتاز عالم دین اور محقق حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی نے جو پچھلے ۴ سال سے مسلسل جامع مسجد فلاح دستگیر ۱۳ میں فجر کی نماز کے بعد درس قرآن دے رہے ہیں آج بروز منگل ۲۴ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۸۸ کو اس کی تکمیل ہو گی حضرت کا یہ درس عدیم النظیر ہے جس میں تفسیر روح المعانی تفسیر المعالم التنزیل تفسیر کبیر اور دیگر تمام متداول تفاسیر کا خلاصہ اور نچوڑ بیان کیا جاتا ہے جمعرات ۶ جنوری سے قرآن پاک کی تفسیر مکمل ہونے سے پھر شروع کی جا رہی ہے یاد رہے کہ عشاء کے بعد مولانا موصوف درس حدیث دیتے ہیں ریاض الصالحین کا درس مکمل ہو چکا ہے آج کل مشکوٰۃ کا درس جاری ہے جبکہ جمعہ کو درس نہ دیا جاتا ہے۔

اخبار ختم نبوت

قانونی گرفت میں ہونا چاہیے۔ سال ۱۹۳۵ء میں میرے محترم بزرگوار خان محمد اکبر خان صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر پر اچانک فالج کا حملہ ہوا تھا اور یہ سردی کے ایام تھے اور مکان رہائشی واقع بہاولنگر کے ایک کمرہ کی چھت بوسیدہ ہونے کی وجہ سے گر گئی مرزائیوں نے ان ہر دو واقعات کو اخبار الفضل میں خوب اچھالا اور مرزا آنجہانی کی کرامت سے ان دو واقعات کو منسوب کیا اور یہ بڑ بھی ہانکی کہ ابھی تو ابتداء ہے اور سماعت کرنے والا جج مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے آگے چل کر اور زیادہ مصائب میں گرفتار ہوگا مگر مرزائیوں کے جھوٹے دعوے جج صاحب کی ایمانی قوت کو کمزور نہ کر سکے اور انہوں نے انگریز کے خود کاشتہ پودے کو کافر و خارج از اسلام قرار دے کر جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور فیصلہ مرزائیت کی وجہ سے آج صاحب جج مرحوم کا نام زندہ جاوید ہے اور عالم اسلام میں جج صاحب مرحوم کے نام اور فیصلہ کو سراہا جا رہا ہے اور رہتی دنیا تک مرحوم کا نام زندہ رہے گا اور باطل کو ضرور شکست ہوگی اور مرزائیت کا نام صفحہ ہستی سے بھی قدرت مٹا دے گی۔ لندن کامیابی پر مبارکباد قبول فرمائیں۔

ایبٹ آباد میں ایک قادیانی پروفیسر کی سرگرمیاں

ایبٹ آباد (نامہ نگار) ایک قادیانی جو کہ محکمہ تعلیم صوبہ سرحد کے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہنے کے بعد عرصہ دراز سے گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد کے شعبہ انگلش میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے پڑھا رہا ہے مذکورہ پروفیسر ایبٹ آباد شہر سے دور الیاسرو روڈ پر واقع قادیانی عبادت گاہ میں جمعہ پڑھنے اور دیگر اہم مواقع پر خطبات کے فرائض بھی سرانجام دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحانات میں اکثر ایسے طلبا و طالبات کو اپنے اثر و رسوخ سے پاس کرتا ہے جو کہ اس کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں اس کے اہم کلیدی پر فائز مرزائیوں سے تعلقات اور مراسم ہیں اور یہ ہزارہ ڈویژن کا قادیانی مبلغ ہے جو سرعام قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے یہ جب چاہے اور جہاں چاہے اپنی تبدیلی کرا لیتا ہے ایبٹ آباد کے دینی اور مذہبی حلقوں نے حکومت صوبہ سرحد سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی پروفیسر کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیں۔ اور اس کے خلاف قادیانیوں سے متعلق صدارتی آرڈیننس کے مطابق کارروائی کی جائے ایبٹ آباد کی مقامی انتظامیہ بھی قادیانی پروفیسر کا نوٹس لے۔

مولانا محمد زبیر انتقال فرما گئے

کراچی۔ ۳ جنوری بروز اتوار کو ساڑھے سات بجے صبح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ اجل مولانا محمد زبیر رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کی عمر ۴۴ سال تھی مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن نے مکی مسجد میں جنازہ پڑھائی اور پاپوش نگر کے قبرستان میں تدفین ہوئی جنازہ میں بڑی تعداد میں علمائے کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔ ادارہ ختم نبوت کے تمام اراکین دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرماتے ہوئے کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

افریقہ کے مسلمانوں نے قادیانیت کا دائرہ تنگ کر دیا ہے

مولانا عبدالرحیم اشعر

بہاولنگر: پچھلے دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور شاہ بہاولنگر میں مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا آپ نے کہا کہ فتنہ قادیانیت شیطانیت اور فرنگیت کا پیدا کردہ ناسور ہے جو مسلمانوں کے خلاف گھناؤنی سازشوں اور قرآن پاک میں تحریفات کے تبلیغ دھندہ میں مصروف ہے لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جانثار تحریف قرآن کے مرتکب قادیانی زندیقوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ہی دم لیں گے ان خیالات کا اظہار مولانا عبدالرحیم اشعر ناظم مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مقامی دفتر میں ممتاز عالم دین مولانا قطب الدین کی جانب سے دیئے گئے استقبالیہ میں کیا جو ان کے اعزاز میں جنوبی افریقہ سے حالیہ چار ماہ تبلیغی دورہ کے واپس پہنچ گیا انہوں نے کہا کہ قادیانی ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانان عالم میں افتراق اور نفرت پیدا کرنے کے لئے بھیانک سازشوں کے جال پھیلا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ قادیانی بیرون ملک دجل و فریب کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو کفر و ارتداد کی راہ پر ڈالنے کے لئے کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ بیرون ملک خصوصاً یورپی اور افریقہ کے ممالک میں قادیانیوں کا وجود ظفر اللہ کی ملعون سازشوں کا نتیجہ ہے جس نے قیام پاکستان کے بعد وزارت خارجہ کے قلمدان سنبھالنے پر پہلا کام قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں اور بیرون ملک سفارتی عملہ میں شامل کر کے قادیانیت کے فروغ کی راہ ہموار کی انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا اسرائیل سے براہ راست رابطہ ہے اور ان کی سازشوں کا بھی مرکز وہی ہے مولانا عبدالرحیم اشعر نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی اور خاتمہ کے لئے ہمارے اکابرین مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ قاضی احسان احمد رحمۃ اللہ مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ نے جو مشن قائم کیا تھا ہم اس کے ادنیٰ رضاکار ہیں اور فتنہ قادیانیت کا دم توڑنا درحقیقت ہمارے اکابرین کی قابل مثال قربانیوں کا نتیجہ ہے اور یہ ان کی محنتوں کا ثمر ہے کہ اس وقت قادیانی ملک اور بیرون ملک بُری طرح رسوا اور ذلیل ہو کر اپنے گرو تھال کی طرح بدترین انجام

مسلمان لڑکی کو پھانسہ دینے پر تحقیقات کا حکم

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ایس ڈی ایم سٹی جناب کامران دوست نے ایک مسلمان لڑکی رابعہ طلعت کو پھانسہ دے کر شادی کرنے کے بعد اس کے نوزائیدہ لڑکے کو غائب کر دینے کے الزام میں ایک قادیانی منور احمد رانا کو پولیس کی تحویل میں دے دیا اور حکم دیا کہ اس کے خلاف تحقیقات کر کے رپورٹ پیش کی جائے عدالت نے یہ کارروائی لندن میں رہائش پذیر ایک شخص ڈاکٹر محمود کی ایک تحریری درخواست پر کی ہے جس پر درخواست دہندہ نے منور احمد رانا پر الزام لگایا ہے کہ ملزم نے اس کی بیٹی رابعہ کو ربوہ میں چھپا رکھا ہے۔

پہنچ رہے ہیں اور قادیانیوں کے گمراہ کن فریب میں پھنسنے والے سادہ لوح مسلمان تیزی سے حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں جس کی شہادت ملک اور بیرون ملک کے اخبارات کی خبریں دے رہی ہیں مولانا عبدالرحیم اشعر نے جنوبی افریقہ کے چار ماہ کے تبلیغی دورہ کی تفصیلی رپورٹ بیان کرتے ہوئے کہا کہ الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے افریقہ کی عدالت کو اس بات کا قائل اور مجبور کر دیا ہے کہ قادیانی نہ صرف غیر مسلم ہیں بلکہ کفر و جاہلیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں انہوں نے کہا کہ افریقہ کے مسلمانوں نے وہاں قادیانیوں کا دائرہ کار تنگ کر دیا ہے اور روز بروز قادیانی رسوائی اور ذلت سے دوچار ہو رہے ہیں انہوں نے اپیل کی کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ ناموس ختم نبوت کی حفاظت میں کسی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے یہ استقبالیہ بہاولنگر کے ممتاز عالم مولانا قطب الدین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بہاولنگر مجاہد ختم نبوت مولانا قاری عبدالغفور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر حکیم مولانا محمد اسماعیل عاصم مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اراکین عالمی مجلس کی جانب سے دیا گیا تھا جبکہ اس استقبالیہ میں منظور علی احرار۔ حافظ بشیر احمد محمد علی زیدی نمائندہ جنگ۔ شیخ عبدالستار۔ سیٹھ کرم دین۔ شیخ عبدالرشید، شیخ محمد انور، شیخ محمد سلیم، شفیق الرحمان نسیم، صابر علی علامہ محمد اقبال، الحاج علی محمد صاحب۔ عزیز خان صاحب، فقیر محمد مولانا سعید احمد مولانا محمد انور محمد علی صاحب، قاری حبیب اللہ۔ حافظ زاہد محمد ارشد قاری۔ ذوالفقار علی میاں یٰسین و دیگر کافی معززین شہر نے شرکت کی۔

ہم پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ ـــــــ مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا

لانڈھی میں دفتر ختم نبوت کے افتتاحی اجلاس سے خطاب

کراچی (رپورٹ محمد عمر) جامع مسجد اقصیٰ شیر پاؤ کالونی میں ۲ جنوری کو بعد نماز عشاء عظیم الشان جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا اس جلسہ کی صدارت مولانا رفیق اللہ نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا تھے مولانا محمد عمر خطیب مسجد اقصیٰ نے خطبہ صدارت دیتے ہوئے کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام رہنماؤں خصوصاً مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرمائی لانڈھی کے لئے یہاں دفتر قائم کر دیا گیا ہے یہاں سے انشاءاللہ ختم نبوت کا کام ہوگا۔ مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت بہت بڑا فتنہ ہے جب تک یہ فتنہ ختم نہیں ہوگا۔ ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے انہوں نے کہا کہ جہاں کوئی شخص قادیانی لٹریچر تقسیم کرتا ہوا نظر آئے اس کو پکڑ کر فوری طور پر تھانے پہنچاؤ انہوں نے کہا کہ ہم پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ مولانا شفیق الرحمٰن متعلم جامعہ فاروقیہ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔ تمام انبیاء کے کمالات آپ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

مولانا نورالایمان نے کہا کہ آج ہم یہاں ختم نبوت دفتر کے افتتاح کے لئے جمع ہوئے ہیں انشاءاللہ ختم نبوت کا کام کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے منصب کا دعویٰ کرے وہ کافر کذاب دجال اور دائرہ اسلام سے خارج ہے مولانا منظور احمد الحسینی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی کہتے ہیں کہ ہمیں کیوں کافر کہا جاتا ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ تم ہم مسلمانوں کو کافر کیوں کہتے ہو۔ جب کہ ہم تمام ارکان اسلام بجالاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کفر کا معیار یہ ہے کہ اسلام نام ہے ان تمام دینی باتوں کو ماننے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔ اور ان تمام دینی باتوں میں کسی ایک کا انکار کفر ہے۔

سب سے عظیم

ثریا انجم ہائی سکول مانسہرہ

(۱) دنیا کی سب سے عظیم شخصیت حضرت محمدؐ ہیں
(۲) دنیا کی سب سے عظیم کتاب قرآن پاک ہے۔
(۳) دنیا کا سب سے عظیم مذہب اسلام ہے۔
(۴) دنیا کا سب سے عظیم اجتماع حج کا اجتماع ہے۔
(۵) سب سے عظیم نیکی دوسروں کے کام آنا ہے
(۶) سب سے عظیم مسجد، مسجد حرام ہے۔

چار چیزیں

افتخار احمد ـــــــ چکیاہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تجھ میں چار چیزیں ہوں تو دنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

(۱) امانت کی حفاظت۔ (۲) بات میں سچائی۔
(۳) اچھی عادت۔ (۴) روزی میں پاکیزگی۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی عبادت کر، کسی کو اس کا شریک نہ کر، نماز کو قائم کر، زکوٰۃ ادا کرتا رہ اور صلہ رحمی کر۔

بقیہ از ـــــــ اداریہ

شرط رکھی گئی تھی، مگر کسی خفیہ ہاتھ نے اس کا کام تمام کر دیا" لیگ کی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ عنان حکومت سنبھالتے ہی قوم کو آگاہ کر دیتے کہ وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شق ختم ہو گئی ہے۔ اب تقریباً دو ڈھائی سال بعد اس بات کو منظر عام پر لانے کا کیا فائدہ؟

وزیر موصوف کا بیان بھی ایسا ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں اسی لئے فرما رہے ہیں کہ "اس وقت ترمیم کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو رہی" وزیر موصوف کا یہ کہہ دینا کہ "یہ ناممکن ہے کہ کوئی غیر مسلم وزیر اعظم بن جائے" ـــــــ ہماری تسلی کے لئے کافی نہیں۔

دستور کا یہ سقم ہمارے نزدیک انتہائی خطرناک ہے ڈھائی سال تو اس طرح سے گذر گئے ہیں لیکن اب تاخیری حربے سے ہرگز کام نہ لیا جائے بلکہ آنے والے قومی اسمبلی کے سیشن میں اسے اولیت دے کر ترمیم منظور کرالی جائے، ورنہ ہمیں خطرہ ہے کہ معاملہ طول پکڑے اور بات "نکلتے نکلتے" یہاں تک پہنچ جائے کہ وزیر موصوف فرمادیں کہ اب انتخابات قریب ہیں، نئی قومی اسمبلی فیصلہ دے گی" اگر ایسا ہوا تو یہ بہت بڑا المیہ ہوگا!

اس مسئلہ پر تمام دینی و سیاسی جماعتوں کا فریضہ ہے کہ وہ بیک آواز ہو کر وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شق کو بحال کروائیں۔

بقیہ: مولانا ندوی کی تقریر

زندگی ہے تو پھر کھاپی لیں گے اور اپنے اپنے کاروبار کو دیکھ لیں گے۔ اس وقت ہم اس کے سوا کچھ نہیں کریں گے اس وقت پوری کی پوری دنیا ہلاکت کے گڑھے کی طرف جارہی تھی اور بالکل قریب پہنچ چکی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا تم جہنم کے گڑھے کے بالکل کنارے پر پہنچ گئے تھے اور بس گرا چاہتے تھے ایک قدم آگے بڑھاتے تو جہنم کی بالکل تہہ اور گہرائی میں پہنچ جاتے عین ایسی حالت میں یہ جماعت سامنے آگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت سے کام لینا شروع کیا یہاں تک کہ یہ حضرات ہجرت کرکے مدینہ طیبہ پہنچے اور مدینہ طیبہ میں انصار حضرات جو مسلمان ہوگئے تھے ان کے ساتھ مل گئے اب ان دونوں حضرات مہاجرین و انصار دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا اور کام کرنا شروع کیا اس وقت کچھ عرصہ کے بعد جب مسلمانوں کو سانس لینے کا موقع ملا اور اسلام کو ترقی ہونی شروع ہوگئی اور لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو حضرات انصارؓ جو وہاں کے اصلی باشندے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دل میں یہ آیا کہ ہم بہت دن سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں، ہم نے اپنے آپ کو بالکل قربان کر دیا ہے اپنے کاروبار وغیرہ سب کو مٹا دیا ہے۔ تو ذرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر چھٹی لیں اور اپنے کاروبار کو دیکھ لیں۔ کچھ دن دکانیں وغیرہ کھولیں گے دکان جب چلنے لگے گی کاروبار جب سنبھل جائے گا تو اس کے بعد ہم پھر حاضر ہو جائیں گے۔ ہم مستقل چھٹی نہیں لیتے دین کی خدمت سے ہم ریٹائرڈ نہیں ہوتے ہم صرف تھوڑے دنوں کی چھٹی لیتے ہیں اس کے بعد ہم حاضر ہیں ہمیں کوئی عذر نہیں ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ: آپ کے مسائل

س: میں آنکھوں کے درد کی وجہ سے نیند کی گولیاں کھاتا ہوں، اس لئے صبح نماز کے وقت آنکھ نہیں کھلتی اور میری نماز فجر قضا ہو جاتی ہے، یہ قضا نماز میں ظہر کی نماز کے ساتھ ادا کرتا ہوں، میرا یہ فعل کیسا ہے؟

ج:۔ گولیاں کھا کر عشاء کے فوراً بعد سو جایا کریں، فجر کی نماز کے لئے ٹائم پیس کا الارم لگا لیا کریں، پھر بھی اگر کبھی آنکھ نہ کھل سکے تو مجبوری ہے، ورنہ گناہ ہے۔

س:۔ ہم نے اپنی چار دکانیں کرایہ پر دے رکھی ہیں، ان سے جو کرایہ وصول ہوتا ہے اس کو ہم مکان کا ٹیکس اور پانی کے ٹیکس کی مد میں خرچ کرتے ہیں، اس کے علاوہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے لون (Loan) یعنی قرض لیا تھا ان سے اس کو بھی ادا کرتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ کرایہ پر دکانیں نہیں دینی چاہئیں۔ اس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ جائز نہیں؟

ج:۔ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے، دکانوں کا کرایہ جائز ہے۔

س:۔ یہ فرمائیں کہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض لے کر مکان بنوانا کیسا ہے، جبکہ وہ جب اس کو واپس لیتے ہیں تو سود ادا کرنا پڑتا ہے؟

ج:۔ جب معلوم ہے کہ یہ سودی قرض ہے تو پھر پوچھنے کی کیا بات رہی؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں سودی قرضہ کو جائز کہہ دوں۔

بقیہ: حضرت عمرؓ

تھے بلکہ آپؓ کی نظر میں تو خلافت پدرانہ حیثیت رکھتی تھی۔ جیسے ایک باپ اپنی اولاد کا خیال رکھتا ہے ایسے ہی آپؓ اپنی رعایا کا خیال رکھتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر شہر کی گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے اور لوگوں کے حالات کا بذات خود اندازہ لگاتے۔

یاد رہے کہ سن ہجری کی ابتداء بھی آپؓ ہی کے دور خلافت میں مقرر کی گئی۔ ۲۱ ہجری میں آپؓ کے سامنے ایک سرکاری تحریر پیش کی گئی اس پر صرف "شعبان" لکھا تھا۔ آپؓ نے کہا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ کونسے سال کا شعبان ہے۔ اس پر مجلس شوریٰ منعقد کی گئی جس میں بڑے بڑے صحابہؓ شریک تھے۔ حضرت علی شیر خداؓ کے مشورے سے طے پایا کہ اسلامی سن کی ابتداء ہجرت نبوی سے ہونی چاہئے اور حضرت عثمانؓ کے مشورے سے طے ہوا کہ ہجری سال کی ابتداء محرم سے ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت دس سال چھ مہینے اور پانچ دن رہا۔ حکومتوں کے عروج و زوال کے لئے یہ کوئی بڑی مدت نہیں ہے۔ مگر آپؓ نے اس مختصر سے عرصے میں اسلامی حکومت کو ایشیا اور افریقہ کے قلب تک پہنچا دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساڑھے دس برس کے عرصے میں جن علاقوں کو فتح کیا ان کا مجموعی رقبہ ۲۲ لاکھ اٹھارہ ہزار مربع میل تھا۔ آپؓ کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے، مفتوحہ علاقوں میں چار ہزار مسجدیں آباد ہوئیں۔ عراق کا کچھ حصہ اور شام، فلسطین، مصر، ایران، کرمان اور مکران کے علاقے فاروق اعظمؓ کے عہد میں فتح ہوئے۔ غرض کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور ایک سنہری دور تھا۔

بقیہ: عہد کا ایفاء

۵) پ۱۳ ابراہیم۔ آیت نمبر ۴۷: تو ایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کیا ہے اس کے خلاف کرے گا،

۶) پ۱۶ مریم۔ آیت نمبر ۶۱، بے شک یہ وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے

۷) پ۲۱ الروم۔ آیت نمبر ۶: (یہ) خدا کا وعدہ (ہے) خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۸) پ۲۹ نوح۔ آیت نمبر ۴: جب خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو تاخیر نہیں ہوتی۔ کاش تم جانتے ہوتے:۔

۹) پ۲۹ المرسلٰت، آیت نمبر ۷، کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہو کر رہے گا:۔

قادیانیت

علامہ اقبالؒ کے افکار کی روشنی میں

بدر احمد خاں بہاولنگر

اسلام میں ختم نبوت کا مفہوم بالکل سادہ ہے یعنی محمدؐ کے بعد جنھوں نے اپنے پیروؤں کو ایک قابل عمل قانون دے کر آزاد کر دیا۔ کسی دوسری انسانی ہستی کے آگے روحانی اعتبار سے سر تسلیم خم نہ کیا جائے۔ دینیات کے نقطۂ نظر سے اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ جس عمرانی و سیاسی نظام کو اسلام کہا جاتا ہے وہ کامل و اکمل اور ابدی ہے۔ رسول اللہؐ کے بعد کوئی ایسا الہام ممکن ہی نہیں جس سے انکار مستلزم کفر ہو، جو بھی شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرے وہ اسلام سے غداری کا مرتکب ہوگا، چونکہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ بانی قادیانیت الہام کا حامل تھا، لہٰذا وہ پوری دنیا ئے اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں، خود بانی تحریک کا استدلال یہ ہے کہ اگر اسلام کے مقدس پیغمبرؐ کی روحانیت دوسرے نبی کی تخلیق نہ کرے تو اس روحانیت کو ناکام سمجھا جائے گا۔ وہ اپنی نبوت کو اسلام کے مقدس پیغمبرؐ کی نبوت پر روحانی قوت کی شہادت قرار دیتا ہے لیکن اگر آپ یہ سوال کریں کہ رسول اللہؐ کی روحانیت ایک سے زائد پیغمبروں کی تربیت بھی فرما سکتی ہے تو اس کا جواب نفی میں دیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب صاف الفاظ میں یہ ہوا کہ محمدؐ آخری نبی نہ تھے، آخری نبی میں ہوں (معاذ اللہ)

بانی قادیانیت نے ختم نبوت کا جو تصور پیش کیا ہے اس کے مطابق ختم نبوت کا مطلب ان معنی میں کہ رسول اللہؐ کا کوئی پیرو درجۂ نبوت تک نہیں پہنچ سکتا۔ رسول اللہؐ کی نبوت میں ناتمامی کا نشان ہے۔ وہ اپنے ادعائے نبوت کی خاطر پیغمبر اعظمؐ کی اس خصوصیت سے فائدہ اٹھاتا ہے جسے وہ تخلیقی روحانیت قرار دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی رسول اکرمؐ کی خاتمیت سے انکار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اسلام کے مقدس پیغمبرؐ کا بروز ہوں، اس طرح وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ رسول اللہؐ کا بروز ہونے کی صورت میں اس کی خاتمیت حقیقۃً خود رسول اللہؐ کی خاتمیت ہے اور دونوں خاتمیتوں کو (اس کی اپنی اور رسول اللہؐ کی خاتمیت) کو وہ تصور خاتمیت کے زمانی مفہوم سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ لیکن "بروز" کامل مماثلت کے معنی میں بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا، کیونکہ بروز بہر حال اصل سے الگ ہوگا، صرف اوتار کی حیثیت میں اصل سے متحد ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر بروز کے معنی روحانی صفات میں مماثل قرار دیں تو استدلال بے اثر ہوگا لیکن اس کے برعکس ہم بروز کے معنی آریائی تصور کے مطابق اوتار لے لیں تو استدلال بظاہر قابل قبول بن جائے گا مگر ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ اس طریق ظہور کا مجوز ایک یہودی ہے جس نے بھیس بدل لیا ہے۔

بعض قادیانی حضرات اس سلسلے میں مشہور مسلمان صوفی محی الدین ابن عربی کی سند پیش کرتے ہیں کہ روحانی ارتقاء کے دوران ایک مسلمان ولی کے لئے ایسے تجربات ممکن ہیں جن کو صرف شعور نبوت سے مختص مانا جاتا ہے۔ تو عرض ہے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایک ولی کے لئے نفسیاتی اعتبار سے عرفان نبوت حاصل کر لینا ممکن ہے تو بھی اس عرفان کی عمرانی و سیاسی اہمیت کوئی نہیں کیونکہ وہ کسی نئی تنظیم یا نئے مذہب کا مرکز نہیں بن سکتا اور یہ اعلان نہیں کر سکتا کہ یہ مذہب رسول اللہؐ کے پیروؤں کے لئے معیار کفر و ایمان ہے۔ قادیانیت کی حقیقت کیا ہے؟ یورپی سامراج جو اسلامی دنیا میں تیزی سے تسلط حاصل کرتا جا رہا تھا، اس کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ محض منطق کے زور سے ان عقائد پر قابو پائے جو صدیوں سے مسلمانان ہند کے ضمیر پر مسلط چلے آرہے تھے۔ ایسے حالات میں منطق صرف دو صورتوں میں اثر انداز ہو سکتی تھی، اولاً سیاسی مصلحت کی بنا پر، ثانیاً قرآن و حدیث کی نئی تعبیر کی شکل میں دونوں صورتوں میں ظاہر تھا کہ یہ عوام کو متاثر کر سکتی تھی اور وہ آسانی سے ان کی سند تھی، مسلمانوں کے پختہ عقائد میں موثر طور پر تزلزل پیدا کرنے کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ کوئی ایسی الہامی بنیاد فراہم کی جائے جو کہ اہم دینی مسائل جیسے کہ جہاد کے دینی اصولوں کی تعبیر برصغیر کے سیاسی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے موزوں طریق پر کر دے، یہ الہامی بنیاد قادیانیت نے مہیا کی اور قادیانی خود مدعی ہیں کہ برطانوی سامراج کے لئے یہ سب سے بڑی خدمت ہے جو انہوں نے انجام دی۔ گویا احمدیت (قادیانیت) کا ڈھونگ صرف اسی لئے رچایا گیا کہ برصغیر میں سیاسی غلامی کے لئے الہامی بنیادیں فراہم کی جائیں۔ (مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے اور انگریزوں کی غلامی پر آمادہ کرنے کے لئے قادیانیوں نے کیا کیا جتن کئے ان کے متعلق انشاء اللہ پھر کسی وقت لکھا جائے گا۔ بدر) چونکہ قادیانی حضرات کا عقیدہ ہے کہ مسیحؑ ایک عام فانی انسان کی طرح وفات پا گئے ہیں اور ان کے ظہور ثانی کا مطلب یہ ہے کہ ایسی شخصیت رونما ہوگی جو روحانی اعتبار سے مسیح کی مثیل ہوگی لہٰذا مرزا غلام احمد بطور مثیل مسیح ہی تشریف نہیں لایا بلکہ وہ الہام ربانی کا دعویدار یعنی پیغمبر بھی ہے جس سے انکار دائمی لعنت کا موجب ہوگا اور جو اس کے نظریات قبول نہیں کرتے وہ مطلق کافر ہیں۔ اور لازماً دوزخ کے شعلوں کی نذر ہوں گے۔ لہٰذا ہر ایسی مذہبی جماعت یا تنظیم جو اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی ہے اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد و یقین نہیں رکھتے مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں، کیونکہ وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ سے ہی ممکن ہے۔ اس سلسلے میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلم فرقوں کے باہمی مناقشات کا ان بنیادی مسائل پر کوئی اثر نہیں پڑتا جن پر سب فرقے باوجود اختلاف کے متفق ہیں اور انہیں حق پہنچتا ہے کہ جب ان کی وحدت خطرے میں ہو تو وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کریں۔

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

کوئی اُن کے بعد نبی ہوا؟ نہیں اُن کے بعد کوئی نہیں

کوئی اُن کے بعد نبی ہوا؟ نہیں اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

کوئی ایسی ذات ہمہ صفت؟ کوئی ایسا نورِ ہمہ جہت؟
کوئی مصطفیٰ، کوئی مجتبیٰ؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

بجز اُن کے رحمتِ ہر زماں، کوئی اور ہو تو بتایئے!
نہیں! اُن سے پہلے کوئی نہ تھا "نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

کسی ایسی ذات کا نام لو جو امیں بھی ہو، جو اماں بھی ہو
یہ مرے یقیں کا فیصلہ "نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں"

یہ نگار خانۂ روز و شب، اُسی مبتدا کی خبر ہے سب
مگر ایسا جلوۂ حق نما نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہ گاروں کا آسرا
تو رواں رواں یہ پکار اٹھا "نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

وہ قدم اُٹھے تو بیک قدم، ہمہ کائنات تھی زیرِ پا
یہ بلندیاں کوئی چھو سکا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

کوئی اُن کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا "نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

محمد حنیف الاسعدی